کو تواتر کے ساتھ کرتے تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پسندیدہ عمل کے بارے میں بخاری و مسلم شریف میں مشہور تابعی حضرت مسروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کس طرح کا عمل زیادہ پسند تھا؟ ارشاد فرمایا:

> ''وہ کام جس کو پابندی کے ساتھ کیا جائے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو زیادہ پسند تھا۔ میں نے پوچھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رات میں کس وقت تہجد کے لیے اُٹھتے تھے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس وقت اُٹھتے جس وقت مرغ آذان دیتا ہے (یعنی رات کے آخری پہر میں)''۔

روایات میں آتا ہے کہ رات دن کا زیادہ حصہ عبادت میں گذار دیتے اکثر دن میں روزے سے ہوتے اور افطار کے وقت چند کھجوریں کھا کر ہی نماز پڑھنے میں مشغول ہو جاتے اور رات گئے تک نوافل نماز پڑھتے رہتے جب کبھی نیند غلبہ پانے کی کوشش کرتی تو اللہ تعالیٰ سے دُعا فرماتے:

> ''اے اللہ! میں سونے والی آنکھ اور نہ بھرنے والے پیٹ سے پناہ مانگتا ہوں''۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اس قدر منہمک ہو جاتے کہ گرد و پیش سے بے نیاز ہو جاتے نماز ادا کرتے وقت حالت یہ ہوتی کہ پوری پوری رات سجدے اور رکوع میں گزار دیتے۔ دنیا کا کوئی لالچ نہ رکھا تھا صرف اُسی قدر روزی کماتے جس سے کہ اپنا اور اپنی والدہ ماجدہ کا پیٹ بھرنے کے لیے کافی ہوتا بلکہ اس معاملے میں اپنی بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔ کئی کئی روز مسلسل روزے سے رہتے اور افطار چند کھجوروں سے کرنے کے بعد پھر روزے کی نیت سے اگلے دن روزہ رکھتے جب دنیاوی سامان کا کوئی ذرا بھر بھی لالچ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنا خاص فضل و کرم نازل فرمایا تھا

کہ عبادتِ الٰہی میں ایک خاص مزہ محسوس کرتے تھے اور یہ سب کچھ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق میں مبتلا ہونے کی وجہ سے تھا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی لیے لوگوں سے الگ تھلگ رہتے تھے کہ ان کے ساتھ گھلنے ملنے سے عبادتِ الٰہی میں خلل پیدا ہونے کا خدشہ رہتا تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ کوئی بھی لمحہ عبادت الٰہی سے خالی گزرے اسی لیے زیادہ تر وقت نفل نمازوں کی ادائیگی میں گزارتے تھے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادتِ الٰہی سے اس قدر رغبت کو دیکھتے ہوئے مجھ ناچیز کو ایک واقعہ یاد آیا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے نماز شروع کی جب اُس نے "اِیَّاکَ نَعْبُدُ" پڑھا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ میں خالصتاً اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کر رہا ہوں۔ غیب سے آواز آئی تو نے جھوٹ بولا ہے تُو تو مخلوق کی عبادت کرتا ہے، تب اس نے مخلوق سے قطع تعلق کر لیا اور نماز شروع کی جب پھر اسی آیت مبارک تک پہنچا تو دل میں وہی خیال گزرا، پھر ندا آئی تو اپنے مال کی عبادت کرتا ہے، اس نے سارا مال اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کر دیا اور پھر نماز کے لیے کھڑا ہوا جب اسی آیت مبارکہ پر پہنچا تو پھر دل میں خیال آیا کہ میں خالصتاً اللہ تعالےٰ کی عبادت کرنے والا ہوں، ندا آئی تم جھوٹے ہو، تم اپنے کپڑے کی عبادت کرتے ہو۔ اس وقت اُس اللہ کے بندہ نے بدن کے کپڑوں کے علاوہ سب کپڑے اللہ تعالےٰ کی راہ میں لٹا دیئے اس کے بعد پھر نماز کے لیے کھڑا ہوا جب اس آیت پر پہنچا تو ندا آئی کہ اب تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے ہی ان تمام باتوں سے بے نیاز تھے اور اللہ تعالےٰ سے لو لگائے ہوئے تھے کوئی رات ایسی نہ تھی کہ جس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبادتِ الٰہی میں مشغول نہ ہوتے نہ آپ کو روزی کی فکر تھی نہ اعلیٰ لباس کی اور نہ ہی کسی اور دنیاوی چیز کی آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ آرزو رکھتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرنے کی نضیلت جانتے تھے اسی لیے ساری ساری رات بارگاہِ ایزدی کے حضور عبادت کرتے

ہوئے گزار دیتے تھے احادیث مبارکہ میں راتوں کو اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی بہت فضیلت آئی ہے چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:

> ”تمہارے لیے لازم ہے کہ رات کو عبادت کیا کرو کیوں کہ یہ گزشتہ نیک لوگوں کا طریقہ ہے، بے شک رات کا قیام اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب، گناہوں کا کفارہ، جسمانی بیماریوں کو دور کرنے والا اور گناہوں سے روکنے والا ہے“۔

ایک اور حدیث پاک میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ:

> ”کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تم پر زندگی، موت قبر اور حشر میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہو، رات کا کچھ حصہ باقی ہو اور تم رب کی رضا کے حصول کے لیے اٹھ کر عبادت کرو۔ اے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! گھر کے کونوں میں نماز پڑھا کرو تمہارا گھر آسمان سے ایسا چمکتا ہوا نظر آئے گا جیسے کہ زمین والوں کو چمکدار ستارے نظر آیا کرتے ہیں“۔

ایک حدیث پاک میں ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ”جب تم میں سے کوئی ایک سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی میں تین گانٹھیں دیتا ہے اور ہر گانٹھ میں وہ کہتا ہے کہ بہت طویل رات باقی ہے ابھی کچھ دیر اور سو لے، پس اگر انسان بیدار ہو کر ذکر الٰہی کرتا ہے تو ایک گانٹھ کھل جاتی ہے، جب وضو کرتا ہے تو دوسری گانٹھ کھل جاتی ہے اور جب انسان نماز میں مشغول ہو جاتا ہے تو تیسری گانٹھ بھی کھل جاتی ہے اور انسان اس حال میں صبح کرتا ہے کہ وہ خوشی و مسرت کا حاصل کرنے والا اور ہلکا پھلکا ہوتا ہے ورنہ وہ سست اور بدمزاج ہو کر اٹھتا ہے“۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جب تم سفر کا ارادہ کرتے ہو تو زادِ راہ تیار کرتے ہو؟ عرض

کیا، جی ہاں! ارشاد فرمایا، قیامت کے طویل راستہ کا سفر کیسے کرو گے؟ اے ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں تمہیں ایسی چیز بتلاؤں جو تم کو قیامت کے دن نفع دے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ضرور بتلائیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، قیامت کے دن کے لیے سخت گرمی کے دن روزہ رکھ، قبر کی وحشت کو دُور کرنے کے لیے اندھیری رات میں نفل دو رکعت پڑھ، اہم امورِ قیامت کی حجت کے لیے حج کر، مسکین پر صدقہ کر یا حق بات کہہ اور بری بات کہنے سے خاموش رہ۔

مسلم شریف کی حدیث پاک ہے حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادم) فرماتے ہیں کہ میں رات میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہتا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی لاتا اور دوسری ضروریات کا انتظام کرتا۔ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تم کچھ مانگو، میں نے کہا کہ میں جنت میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اور کچھ؟ میں نے کہا مجھے اور کچھ نہیں چاہیئے بس یہی چاہیئے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''اگر تم میرے ساتھ جنت میں رہنا چاہتے ہو تو نماز کی کثرت سے میری مدد کرو''۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ ابن عمر (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) اچھا شخص ہے کاش وہ رات کو عبادت کرتا۔ اس بات کی خبر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دی چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس کے بعد ہمیشہ رات کو عبادت الٰہی کیا کرتے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ چونکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے ہر اُس فرمان پر عمل کرنا اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے جو کہ اُن تک پہنچتا تھا اسی لیے رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان پر باقاعدگی سے عمل فرماتے تھے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اس قدر محو ہو جاتے تھے کہ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیوانہ خیال کرتے مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی پرواہ نہ کرتے اور رات اور دن کا بیشتر حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں مشغول رہتے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبادتِ الٰہی کے معاملے میں ذرا برابر سُستی نہ فرماتے تھے آپ کا اکثر معمول یہ تھا کہ آپ ایک رات قیام فرماتے اور جب اگلی رات آتی تو فرماتے "**ھذہ لیلۃ الرکوع**" یہ رکوع کی رات ہے۔ تیسری رات آتی تو فرماتے، "**ھذہ لیلۃ السجود**" یہ سجدہ کی رات ہے۔ اور اسی طرح ساری ساری رات کبھی قیام میں، کبھی رکوع میں اور کبھی سجدہ میں گزار دیتے۔ آپ کی عبادت و ریاضت کا یہ منفرد انداز تھا۔ آپ سے عقیدت و محبت رکھنے والے لوگ اکثر آپ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ اتنی لمبی راتیں ایک حالت میں گزار دیں؟ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ لمبی راتیں کہاں ہیں؟ کاش کہ ازل سے ابد تک ایک ہی رات ہوتی جس میں مجھے ایک سجدہ کر کے گریہ زاری اور بے شمار مناجات کرنے کا موقع نصیب ہوتا مگر یہاں تو یہ حال ہے کہ راتیں اس قدر چھوٹی ہیں کہ صرف ایک مرتبہ ہی **سبحان ربی الاعلیٰ** کہتا ہوں تو رات گزر جاتی ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے علاوہ دن کو بھی عبادت الٰہی میں اپنا وقت گزارتے تھے فرائض و نوافل کی ادائیگی کے علاوہ دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ بیشتر مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ افطاری کے لیے کچھ میسر نہ آتا تو آپ کھجور کی گٹھلیاں اکٹھی کر کے فروخت کرتے اور اس کی قیمت سے کچھ کھانے کے لیے حاصل کرتے اگر خشک کھجور یعنی چھوہارہ مل جاتا تو اسے

افطاری کے لیے رکھ لیتے اگر ان کی تعداد زیادہ ہوتی تو تھوڑے سے رکھ کر باقی تمام خیرات کر دیتے تھے۔

◆

ذریعہ مُعاش

روایات میں آتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا محبوب پیشہ شتر بانی تھا۔ اس سے جو کچھ حاصل ہوتا اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت اور اپنی شکم پروری میں صرف کرتے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی اور اپنی والدہ ماجدہ کی شکم پروری کے لیے دو کام کیا کرتے تھے۔ اول شتر بانی یعنی لوگوں کے اونٹ چرانا۔ دوم یہ کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ زمین پر گری ہوئی کھجور کی گٹھلیاں زمین سے چُن کر اکٹھی کرتے اور ان کو بازار میں بیچ کر اپنی اور اپنی والدہ ماجدہ کے کھانے پینے کا انتظام فرماتے۔ زیادہ تر آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے شتر بانی کو ہی ذریعہ معاش بنائے رکھا کیوں کہ اس کام میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبادت الٰہی میں مشغول ہو جایا کرتے تھے جب کہ اونٹوں کی نگرانی وحفاظت اللہ تعالےٰ پردۂ غیب سے فرماتا تھا۔ اس کے علاوہ جب شتر بانی کے کام سے فارغ ہوتے تو پھر بھی اپنا وقت عبادتِ الٰہی میں گزارتے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے شتر بانی کا ذریعہ معاش اس لیے ہی اپنایا ہوا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے اور جو کماتے تھے خوراک کی ضرورت پر صرف کرتے تھے اور اس ذریعہ مُعاش کو اپنانے سے عبادتِ الٰہی میں بھی خلل پیدا نہ ہوتا تھا۔ شتر بانی کو ذریعہ معاش بنا کر رزق حلال کما کر کھاتے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ضروریات زندگی کے لیے رزق حلال کماتے اور رزق حرام سے پرہیز کرتے تھے آپ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے

پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرام سے بچنے اور رزق حلال کما کر کھانے کی تعلیم فرمائی ہے چونکہ آپ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتے تھے اس لیے اپنی روزی کے معاملے میں بھی رزق حلال کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رزق حلال کی اہمیت وفضیلت کے بارے میں نہایت وضاحت سے بیان فرمایا ہے چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث پاک ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

> ''جس نے حلال کھایا اور سُنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہے تو وہ جنت میں جائے گا''۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ چیز تو آج آپ کی اُمت مٰیں بہت ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

> ''میرے بعد کچھ ایسا ہی ہوگا''۔

اسی طرح مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث پاک ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے''۔

بخاری شریف کی حدیث مبارکہ ہے، حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

> ''اس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں جس کو کسی نے اپنے ہاتھوں سے کام کر کے حاصل کیا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے''۔

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ حلال طلب کرنا مسلمانوں پر فرض ہے اور فرمایا کہ جو شخص چالیس دن ایسی حلال روزی جسے کسی حرام کے ساتھ آمیزش نہ ہو کھاتا ہے تو پروردگار عالم اس کے دل کو پُرنور فرماتا ہے اور اس کے قلب سے حکمت کے

چشمے جاری کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا کی صحبت اس کے دل سے نکال دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ عبادت کے دس ٹکڑے فقط طلب حلال ہے اور جو شخص حلال تلاش کرتے کرتے تھک کر رات کو اپنے گھر جاتا ہے وہ جب سوتا ہے تو اس کے گناہ بخشے ہوئے ہوتے ہیں اور جب صبح سو کر اٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تُو اتنی نماز پڑھے کہ تیری پیٹھ خمیدہ ہو جائے اور اس قدر روزے رکھے کہ بال کی طرح باریک اور دُبلا ہو جائے تو جب تک حرام سے پرہیز نہ کرے گا یہ نماز روزہ کچھ مفید نہ ہوگا۔

حضرت سہل تستری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حرام کھاتا ہے اس کا تمام بدن گناہ میں پڑ جاتا ہے وہ چاہے خواہ نہ چاہے ناچار ہے اور جو شخص حلال کھاتا ہے اس کے تمام اعضاء اطاعت میں رہتے ہیں اور توفیق خیر ہمیشہ اس کی یار و مددگار ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ متقی اور پرہیزگار تھے اس لیے اس معاملے میں بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے اور حرام سے مکمل طور پر اپنے آپ کو بچاتے تھے حلال ذریعہ سے اپنا رزق کماتے اور کھاتے تھے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ معاش کے ضمن میں نصر بن اسماعیل کی روایت ہے کہ:

> ''حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے کپڑے کے ٹکڑے اور کھجور کی گٹھلیاں چُن کر لاتے اور دھو کر کچھ صدقہ کر دیا کرتے اور کچھ کھا لیا کرتے اور پھر دعا فرماتے، اے اللہ! تیرے ہی لیے میں یہ تکلیف برداشت کرتا ہوں اور بھوکا رہتا ہوں''۔

اس بارے میں حضرت اصمع رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کچھ کھانا اور کپڑے کے ٹکڑے وغیرہ رات کو بچ جاتے ان سب کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کر کے بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگتے:

> "اے اللہ! اگر دنیا میں کوئی بھوکا پیاسا یا ننگا مر جائے تو مجھ سے مواخذہ نہ کرنا یہ تیرے مفلس و بے نوا بندے کی استدعا ہے اور بے شک تو ہی دلوں کے بھید جاننے والا ہے"۔

کئی روایات میں آتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راستے میں چلتے ہوئے کھجوروں کے ٹکڑے مل جاتے تو انہیں افطار کے لیے رکھ لیتے اور کبھی زمین سے گٹھلیاں اکٹھی کر کے ان کو فروخت کر کے افطار کے لیے کھجوریں خرید لیتے تھے۔

* * *

ترکِ دُنیا

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ دنیا سے ہٹ کر آخرت کی طرف مائل ہو چکی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا سے صرف اس قدر ہی واسطہ رکھتے تھے کہ جس قدر زندہ رہنے کے لیے ضروری ہوتا ہے اس ترک دنیا پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت مصائب کا بھی سامنا کرنا پڑا لوگ آپ کو تنگ کرتے مگر آپ نے کسی کے لیے بددعا نہ فرمائی بیشتر لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوم کے چند افراد نے آبادی سے ذرا ہٹ کر ایک علیحدہ مکان تعمیر کروا رکھا تھا۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مکان میں سکونت اختیار کرتے۔ فجر کی اذان کے وقت گھر سے نکلتے اور نماز عشاء پر واپس تشریف لاتے تھے اور یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اکثر مرتبہ کا معمول تھا جب واپسی کرتے تو راستے میں زمین پر پڑی کھجوروں کی گٹھلیاں چن کر اکٹھی کر کے لے آتے ان گٹھلیوں کو فروخت کرنے سے جو آمدنی ہوتی اُن سے کھجوریں خرید لیتے اپنے لیے صرف چند کھجوریں رکھتے جن سے روزہ افطار کرتے اگر کبھی چند کھجوروں سے زیادہ کھجوریں مل جاتیں تو اُن کو صدقہ کر دیتے تھے۔ ہر روز کا یہ معمول تھا کبھی بھی یہ نہ ہوتا تھا کہ ایک وقت سے زائد کا کھانا اپنے پاس رکھا ہو روز کے روز کھانے کا انتظام فرماتے اپنے کھانے سے زیادہ کی جتنی بھی خوراک ہوتی وہ غریبوں میں بانٹ دیتے دنیا اور اس کی چیزوں سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطعاً محبت نہ تھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان بھی یہی ہے کہ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے (اس لیے دنیا سے محبت نہ رکھو) ایک حدیث پاک میں مروی ہے کہ:

> ''حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گزر ایک مردہ بکری کے پاس سے ہوا آپ صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کیا یہ بکری اپنے مالک کو

پسند ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی، اس کی بدبو ہی کی وجہ سے تو اس کو یہاں پھینک دیا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بخدا دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس مردہ بکری سے بھی زیادہ بے وقوف ہے اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کا مقام مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتا تو کوئی کافر اس دنیا سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پی سکتا"۔

یہی وجہ تھی کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دنیا کی پرواہ نہ کرتے تھے اور دنیا سے الگ تھلگ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رکھا ہوا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے کہ دنیا سے محبت رکھنے کا مقصد اپنی آخرت کو برباد کرنے کے مترادف ہے اس لیے ترکِ دنیا کر رکھی تھی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا سے محبت رکھنے کو بہت ہی ناپسند فرمایا ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو شخص دنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت کو تباہ کرے گا اور جس شخص کو اپنی آخرت محبوب ہوگی تو وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچائے گا تو اے لوگو! تم باقی رہنے والی زندگی کو فنا ہو جانے والی زندگی پر ترجیح دو"۔

مقصد یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔ اگر دنیا کو اپناؤ گے تو آخرت میں کچھ نہ ملے گا اور اگر آخرت کو اپناؤ گے تو پھر دنیا تو تباہ ہوگی ہی لیکن آخرت میں اس کا صلہ انعامات کی شکل میں ملے گا۔

روایات میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! دنیا کی محبت میں مشغول نہ ہونا میری بارگاہ میں اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو رو رہا تھا جب آپ واپس ہوئے تو وہ شخص اُسی طرح رو رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا، اے اللہ! تیرا بندہ تیرے خوف سے رو رہا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے موسیٰ (علیہ السلام)! اگر آنسوؤں کے راستے اس کا

دماغ باہر نکل آئے اور اس کے اُٹھے ہوئے ہاتھ ٹوٹ جائیں تب بھی میں اس کو نہیں بخشوں گا یہ دنیا سے محبت رکھتا ہے۔

حضرت عمار بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک ایسی بستی سے ہوا جس کے رہنے والے مختلف اطراف اور راستوں پر مردہ حالت میں پڑے ہوئے تھے، آپ نے اپنے حواریوں سے فرمایا، یہ لوگ پروردگارِ عالم کی ناراضگی کا شکار ہیں ورنہ انہیں ضرور دفن کیا جاتا۔ حواریوں نے عرض کی کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ان کے حالات کے بارے میں علم ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی تو پروردگارِ عالم نے فرمایا جب رات ہو جائے تو ان سے پوچھ لینا یہ اپنی ہلاکت کا سبب بتائیں گے۔ چنانچہ جب رات ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، اے بستی والو! ایک آواز آئی، لبیک یا روح اللہ! آپ نے پوچھا، تمہاری یہ حالت کیوں ہے اور اس عذاب کے نزول کی وجہ کیا ہے؟ جواب آیا، ہم نے عافیت کی زندگی گزار دی اور جہنم کے مستحق قرار پائے اس لیے کہ ہم دنیا سے محبت رکھتے تھے اور گنہگاروں کی پیروی کیا کرتے تھے۔ آپ نے پوچھا، تمہیں دنیا سے کیسے محبت تھی؟ بستی والوں کی طرف سے جواب آیا جیسے ماں کو اپنے بچہ سے محبت ہوتی ہے۔ جب ہمارے پاس دنیا آ جاتی ہم نہایت خوش ہوتے اور جب دنیا چلی جاتی تو ہم نہایت غمگین ہو جاتے، آپ نے فرمایا، کیا وجہ ہے کہ صرف تُو ہی جواب دے رہا ہے اور تیرے باقی ساتھی خاموش ہیں۔ جواب ملا، طاقتور پُر ہیبت فرشتوں نے ان کو آگ کی لگامیں ڈالی ہوئی ہیں۔ آپ نے فرمایا، پھر تُو کیسے جواب دے رہا ہے؟ جواب ملا، میں ان میں رہتا ضرور تھا مگر ان جیسی بد اعمالیاں نہیں کرتا تھا۔ جب عذابِ الٰہی آیا تو میں بھی اس کی لپیٹ میں آ گیا اب میں جہنم کے کنارے پر لٹکا ہوا ہوں۔ کیا خبر کہ اس سے نجات حاصل کرتا ہوں یا اس میں گر جاتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا، نمک سے جو کی روٹی کھانا، پھٹا پُرانا کپڑا پہننا اور کوڑے کے ڈھیر پر سو جانا، دنیا اور آخرت کی بھلائی کے لیے بہت عمدہ ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا سے محبت نہ رکھتے تھے اور دنیا سے الگ تھلگ رہنا پسند فرماتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ نے دنیا سے تقریباً لاتعلقی اختیار کر رکھی تھی اور دنیاوی معاملات و جھگڑوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھا ہوا تھا عبادتِ الٰہی کو اپنا شعار بنا رکھا تھا۔ آپ اپنے حال میں مست و مگن رہا کرتے تھے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، اے لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو آبادی چھوڑ کر ویران ٹیلوں کی طرف نکل جاتے اور اپنے آپ کو عبادت و ریاضت میں مشغول کرتے، گریہ و زاری کرتے اور ضروری سامان کے علاوہ تمام مال و متاع چھوڑ دیتے مگر دنیا تمہارے اعمال کی مالک بن گئی ہے اور دنیا کی اُمیدوں نے تمہارے دل سے آخرت کی یاد مٹا کر رکھ دی ہے اور تم (اس کی خاطر) جاہلوں کی طرح سرگرداں ہو، تم میں سے بعض لوگ جانوروں سے بھی بدتر ہیں جو اپنی خواہشات میں اندھے بن کر انجام کی فکر نہیں کرتے، تم سب دینی بھائی ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے ہو اور نہ ہی ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہو، تمہارے خبثِ باطن نے تمہارے راستے جدا کر دیئے ہیں، اگر تم صراطِ مستقیم پر چلتے تو ضرور آپس میں محبت کرتے، تم دنیاوی امور میں تو آپس میں مشورے کرتے ہو لیکن آخرت کے کاموں میں مشورہ نہیں کرتے اور تم اس ذات سے محبت نہیں رکھتے جو تمہیں محبوب رکھتا ہے اور تمہیں آخرت کی بھلائی کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ یہ سب اس لیے ہے کہ تمہارے دلوں میں ایمان کمزور پڑ چکا ہے اگر تم آخرت کی بھلائی اور برائی پر یقین رکھتے جیسے دنیاوی اونچ نیچ پر یقین رکھتے ہو تو تم دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتے کیوں کہ آخرت تمہارے اعمال کی مالک ہے، اگر تم یہ کہو کہ ہم پر دنیا کی محبت غالب ہے تو یہ تمہارا صرف ایک بہانہ ہے کیوں کہ تم مقررہ معیاد پر آنے والی آخرت پر اس دنیا کو ترجیح دے رہے ہو اور اپنے جسم کو ان کاموں سے دُکھ درد جھیلنے پر مجبور کر رہے ہو جنہیں تم کبھی بھی نہیں پا سکتے، تم بڑے نابکار ہو، تم ایمان کی حقیقت کو پہچانتے ہی نہیں۔ اگر تمہیں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائی ہوئی کتاب (قرآن حکیم) میں شک ہے تو

ہمارے پاس آؤ، ہم تمہاری ایسے نور کی طرف رہنمائی کریں گے جس سے تمہارے قلوب مطمئن ہو جائیں گے۔ اللہ کی قسم! تم کم عقلی کا بہانہ بنا کر جان نہیں چھڑا سکتے کیوں کہ دنیاوی امور میں تم صاحب الرائے ہو اور انہیں بخوبی سرانجام دے رہے ہو تمہیں کیا ہو گیا ہے تم معمولی سی دنیا پر خوش ہو جاتے ہو اور معمولی سے دنیاوی نقصان پر انتہائی رنجیدہ ہو جاتے ہو تمہارے چہرے اور زبانیں دُکھ کی مظہر ہیں اور تم اسے مصیبت کہتے ہو اور تم دنیا پر گناہوں سے آلودہ زندگی بسر کرتے ہو اور دین کے اکثر احکامات کو نظر انداز کر دیتے ہو اور اس سے نہ تمہارے چہروں پر شکن آتی ہے اور نہ ہی تمہاری حالت میں کوئی تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ تم سے بری ہو، تم باہم محبت رکھتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے بہت بُرا سمجھتے ہو، تم خائن بن گئے اور امیدوں کے پیچھے دوڑنے لگے اور موت کا انتظار ختم ہو کر دیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتا ہوں کہ وہ مجھے تم سے علیحدگی عطا فرمائے اور مجھے اپنے محبوب کی خدمت میں پہنچا دے اگر وہ دنیا میں تشریف فرما ہوتے تو میں کبھی تم میں رہنا پسند نہیں کرتا، اگر تم میں نیک بننے کی تڑپ ہے تو میں تمہیں بہت کچھ بتا چکا اللہ تعالیٰ سے نعمتوں کا سوا کرو، بہت آسانی سے حاصل کر لو گے میں اپنے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتا ہوں۔

دنیا کو ناپسند کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کی بہت زیادہ فضیلت ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اجرِ عظیم سے نوازے گا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس سے اس طرح معذرت کرے گا جیسے دنیا میں ایک شخص دوسرے سے معذرت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے میری عزت اور جلال کی قسم میں نے تجھ سے دنیا کو تیری بے قدری کی وجہ سے نہیں پھیرا تھا بلکہ اس عزت اور کرامت کے سبب جو میں نے تیرے لیے تیار کی تھی، تجھے دنیا سے محروم رکھا، اے میرے بندے! لوگوں کی ان جماعتوں میں جاؤ جس کسی نے بھی میری رضا مندی کی خاطر تجھے کھلایا پلایا یا لباس پہنایا اس کا ہاتھ پکڑ لو وہ تمہارا ہے۔ لوگ اس دن پسینہ

میں غرق ہوں گے اور وہ صفوں کو چیرتا ہوا ان کو تلاش کر کے جنت میں لے جائے گا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو اینٹ کا تکیہ بنائے، کمبل میں لپٹا ہوا زمین پر سو رہا تھا اور اس کی داڑھی اور تمام چہرہ غبار آلود ہو رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی، اے باری تعالیٰ! تیرا یہ بندہ دنیا میں برباد ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اور فرمایا تمہیں پتہ نہیں جب میں کسی بندے پر اپنے فضل و کرم کے دروازے مکمل طور پر کھول دیتا ہوں اس سے دنیا کی محبت ختم کر دیتا ہوں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سفر کے دوران ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو کمبل لپیٹے ہوئے سو رہا تھا آپ نے اسے جگا کر فرمایا، اے سونے والے اُٹھ! اور اللہ تعالیٰ کو یاد کر، اس شخص نے کہا، تم مجھ سے اور کیا چاہتے ہو کہ میں نے دنیا کو دنیا داروں کے لیے چھوڑ دیا ہے اور آپ نے فرمایا، تو پھر اے میرے دوست! سو جاؤ۔

ترک دنیا اور دنیا کو ناپسند کرنے کے ضمن میں ان واقعات کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حیاتِ طیبہ گزارنے کی جو روش اپنا رکھی تھی اس سے ان کا مقصد رضائے الٰہی اور خوشنودیٔ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تھا جس کی بناء پر آپ نے دنیا کے مقابلے پر آخرت کو ترجیح دی اور دنیاوی دھندوں و معاملات سے اپنے آپ کو دُور رکھا۔ آپ ہر طرح کے علائق دنیوی سے ہمیشہ آزاد رہے۔

امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے امام و مقتداء تھے وہ دنیا سے بالکل ہی دل برداشتہ ہو گئے تھے اور ترکِ دنیا کی خاطر بہت زیادہ سختیاں برداشت کیں تکالیف کا سامنا کیا۔ لوگ آپ کے حلیہ مبارک کو دیکھتے ہوئے آپ کو دیوانہ خیال کرتے تھے اور کئی لوگ آپ کو تنگ بھی کرتے تھے۔ ان کے قبیلے کے مخیر حضرات نے انہیں آبادی سے دور

ویرانے میں ایک مکان بنوا کر دے دیا تھا تا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آبادی سے دور اس مکان میں سکونت اختیار کریں آپ نے تین برس تک اسی مکان میں ایسی گوشہ نشینی اختیار کی کہ کسی نے آپ کو نہ دیکھا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ گوشہ نشینی کو پسند فرماتے تھے اسی لیے آبادی سے دُور رہنے کو ترجیح دیتے تھے جب اس مکان تک بھی لوگوں کی رسائی ہوگئی اور آپ کی عبادت میں خلل پیدا ہونا شروع ہوا تو آپ نے اس مکان کو چھوڑ دیا اور جنگل کی طرف نکل گئے اور یکسوئی کے ساتھ عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوگئے جب کبھی آبادی کی طرف آتے تو نا سمجھ لوگ اور بچے آپ کی حالت دیکھ کر آپ پر ہنستے اور آپ کو دیوانہ سمجھتے ہوئے آپ کو تنگ کرنے کی غرض سے آپ پر پتھر پھینکتے تو آپ ان سے مخاطب ہو کر فرماتے:

> ''لوگو! چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارا کرو، بڑے بڑے پتھر مارنے سے میرا خون بہہ جاتا ہے اور میرا وضو جاتا رہتا ہے، تمہارے ایسا کرنے سے میری نماز قضا ہو جاتی ہے''۔

آپ کی ترکِ دنیا کا صرف ایک ہی مقصد تھا کہ آپ عبادت الٰہی میں مکمل توجہ، یکسوئی اور کامل خشوع وخضوع کے متمنی تھے اور اس معاملے میں لوگوں کی مداخلت اور ان کے ساتھ تعلق کو پسند نہ فرماتے تھے اس لیے اہل دنیا سے اپنے آپ کو دُور رکھتے تھے۔

* * *

اونٹوں کی حفاظت

روایات میں آتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ذریعہ معاش شتر بانی تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرن میں اونٹ چرایا کرتے تھے ان دنوں یمن میں بھیڑیے مل کر اونٹوں پر حملہ آور ہوتے تھے اور چیر پھاڑ کر کھا جایا کرتے تھے لیکن بھیڑیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اونٹوں کی طرف نگاہ بھی نہ کرتے تھے۔ حالانکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹوں کو سارا دن کھلا چھوڑ کر چرنے دیتے تھے اور خود اللہ تعالےٰ کی عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اونٹ سارا دن بحفاظت چرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالےٰ ان کی حفاظت فرماتا تھا۔

* * *

مستجاب الدعوات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

> ''جب رات کا ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نظر آنے والے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور بندوں کو بلاتے ہوئے فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دُعا کرے میں اس کی دُعا قبول کروں، کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں، کون مجھ سے معافی مانگتا ہے کہ میں اسے معاف کر دوں، کون مجھ سے روزی مانگتا ہے کہ میں اُسے روزی عطا کروں''۔ (بخاری شریف)

ایک اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

> ''اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ جس شخص نے دن میں کوئی گناہ کیا ہے وہ رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ آئے اور دن میں وہ اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات میں اگر کسی نے کوئی گناہ کیا ہے تو دن میں اپنے پروردگار کی طرف پلٹے اور گناہوں کی معافی مانگے یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو''۔

(مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

> ''اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور وہ صرف پاکیزہ مال ہی کو قبول فرماتا ہے اور اللہ

تعالیٰ نے مومنین کو اسی بات کا حکم دیا ہے جس کا اس نے رسولوں کو حکم دیا ہے۔ چنانچہ اس نے فرمایا، اے پیغمبرو! پاکیزہ روزی کھاؤ اور نیک عمل کرو اور مومنین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا، اے ایمان والو! جو پاک اور حلال چیزیں ہم نے تم کو بخشی ہیں وہ کھاؤ۔ پھر آپ نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو لمبی مسافت طے کر کے مقدس مقام پر آتا ہے غبار سے اٹا ہوا ہے، گرد آلود ہے اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے، اے میرے پروردگار! (اور دعائیں مانگتا ہے) حالانکہ اس کا کھانا حرام کا ہے اس کا پہننا حرام کا ہے اور اس کا لباس حرام کا ہے اور حرام ہی پر وہ پلا ہے تو ایسے شخص کی دُعا کیوں کر قبول ہو سکتی ہے"۔ (مسلم شریف)

ایک اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"اے سعد! حلال کا کھانا کھاؤ تمہاری دعائیں قبول ہوں گی! قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے جب آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی، جو بندہ حرام سے اپنا گوشت بڑھاتا ہے (جہنم کی) آگ اس کے انتہائی قریب ہوتی ہے"۔ (طبرانی)

ان احادیث مبارکہ سے بخوبی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دعاؤں کی قبولیت کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرنے کے ساتھ ساتھ رزق حرام سے اپنے آپ کو بچانا بھی ضروری ہے اور رزق حلال کما کر کھانے والے کی دعا بارگاہِ الٰہی میں جلد قبولیت کا شرف حاصل کرتی ہے۔ بلاشبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر عمل اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکامات کی روشنی میں رضائے الٰہی اور رضائے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ رزق کے حصول میں بھی نہایت احتیاط سے کام لیتے تھے اور ساری زندگی رزق حلال ہی کما کر کھایا۔ شب بیدار تھے زیادہ تر

وقت عبادتِ الٰہی میں گزارتے اور فضولیات سے ہمیشہ دور رہتے تھے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی یہ شان تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات تھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں جو بھی دعا فرماتے وہ قبولیت کا شرف حاصل کرتی تھی چونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں ہوتا تھا اس لیے آپ کی دعا جلد قبول ہوتی تھی۔ دنیا سے ترکِ تعلق کر کے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالےٰ سے ناطہ جوڑ رکھا تھا ایک حدیث پاک میں ایسے ہی مقبول بندوں کے بارے میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

> ''اگر اس کا نور تمام زمین والوں پر تقسیم کر دیا جائے تو سب کو کافی ہو۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کیا میں تمہیں اہلِ جنت کے بادشاہ نہ بتاؤں؟ عرض کیا، ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ہر کمزور، ناتواں پریشان حال، پھٹے پرانے لباس والا جس کی لوگ پرواہ نہیں کرتے اگر وہ اللہ تعالےٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالےٰ ان کی قسم پوری فرمادے''۔

یقیناً حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا شمار بھی اللہ تعالےٰ کے ایسے ہی مقبول بندوں میں ہوتا ہے کہ جن کی دعا اللہ تعالےٰ کی بارگاہِ اقدس سے رد نہیں ہوتی ہے۔ شرح مشکوٰۃ شریف میں حضرت ملا علی قادری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لوگوں سے دور رہنے اور ترکِ دنیا کرنے کی ایک اہم وجہ یہ تھی کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ مستجاب الدعوات تھے اگر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اس شان و مرتبہ کا حال لوگوں کو معلوم ہو جاتا تو ہر کوئی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا اور اپنے حق میں ہر جائز و ناجائز دُعا کرنے کے لیے مجبور کرتا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبادتِ الٰہی کے لیے جو یکسوئی قائم کی ہوئی تھی وہ برقرار نہ رہتی۔ معمولات و عبادات میں خلل واقع ہوتا اور چونکہ لوگوں کی یہ عادت ہے کہ جہاں کہیں ایسے مستجاب الدعوات بزرگ کے بارے میں سنتے ہیں وہیں پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگا دیتے ہیں اس سے اللہ

تعالیٰ کے اس برگزیدہ اور مقبول بندے کو کافی تنگی و تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے کچھ ایسی ہی صورت حال حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی تھی۔ اگر لوگوں کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبہ کے بارے میں معلوم ہو جاتا تو روکنے کے باوجود لوگ منع نہ ہوتے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنگ کرتے۔ چونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات تھے اسی لیے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو وصیت فرمائی تھی کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہونے کی صورت میں آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اُمت کی بخشش کے لیے دعا کروائی جائے۔ پھر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات فرمائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت کے بارے میں بتاتے ہوئے اُمت کی بخشش کے لیے دُعا مانگنے کے لیے کہا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر گنہگاروں کو بخش دیا۔

* * *

والدہ کی خدمت

روایات میں آتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس وجہ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہو سکے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ ضعیف اور نابینا تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان کی خدمت میں حاضر رہتے ان کی تمام ضروریاتِ زندگی کا خیال رکھتے اور کسی بھی طرح سے اُن سے دور رہنے کی کوشش نہ کرتے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سے دور نہ ہونے دیتی تھیں چونکہ اللہ تعالےٰ اور اُس کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ماں باپ کی نافرمانی کرنے کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے اس لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ہرممکن یہ کوشش ہوتی تھی کہ کہیں والدہ ماجدہ کی نافرمانی نہ ہو جائے چنانچہ اسی جذبے کے تحت رات دن والدہ ماجدہ کی خدمت میں مصروف رہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جانتے تھے کہ والدین کی خدمت کرنا کس قدر سعادت کی بات ہے اور پھر اللہ تعالےٰ نے اس بات کا حکم بھی فرمایا ہے جو کہ قرآنِ پاک میں کئی مقامات پر بیان ہوا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالےٰ ہے:

> ''اور آپ کے پروردگار نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں سو ان کو اُف تک بھی نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے پروردگار! ان دونوں پر رحمت فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا پرورش کیا ہے''۔

(سورہ بنی اسرائیل آیات ۲۳ تا ۲۴)

اسی طرح حدیث پاک میں بھی ماں باپ کی تابعداری اور خدمت کرنے کو باعث سعادت بتایا گیا ہے اور والدین کی نافرمانی کرنا سب سے بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

> ''کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ بتاؤں ہم نے کہا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا''۔ (بخاری شریف)

اسی طرح ایک اور حدیث پاک بھی اسی ضمن میں بیان ہوئی ہے:

> ''حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد حضرت جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے آپ سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں، ارشاد فرمایا کیا تیری ماں ہے؟ عرض کیا ہاں۔ ارشاد فرمایا'' اس کی خدمت اپنے اوپر لازم کر لے کہ بے شک جنت ماں کے قدموں تلے ہے''۔

(مشکوٰۃ شریف)

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والدین کی خدمت و اطاعت کرنے کا حکم دیتے تھے اور اس کی گاہے بگاہے تاکید بھی فرمایا کرتے تھے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

> ''ایک مرتبہ یمن کا ایک شخص حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے پوچھا کہ یمن میں تمہارا کوئی ہے؟ اس نے عرض کیا، میرے ماں باپ ہیں۔ آپ صلی

> اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا، انہوں نے تمہیں اجازت دے دی ہے؟ اُس نے کہا، نہیں۔ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا تو تم واپس جاؤ اور ماں باپ سے اجازت لو اگر وہ اجازت دے دیں تب تو جہاد میں شرکت کرو ورنہ (ان کی خدمت میں رہ کر) ان کے ساتھ سلوک کرتے رہو۔ (ابوداؤد شریف)

ماں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ماں کی خدمت میں حتی الوسع کوشش کرنے کی تلقین حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار بار فرمائی ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسی تعلیم کی بناء پر اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتے تھے عبادتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ والدہ ماجدہ کی خدمت کرنے میں کوئی کمی نہ کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور اقدس میں موجود ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات کا شرف نہ حاصل کر سکے رات دن والدہ ماجدہ کی خدمت میں لگے رہتے تھے اور دل میں سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کی اُمنگ بھی بہت زیادہ تھی زیارتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے آنے کا ارادہ کیا مگر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرما دیا چنانچہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان اور حکم کی تعمیل میں والدہ ماجدہ کی خدمت اور ان کی دیکھ بھال میں لگے رہے۔ حج کا فریضہ ادا کرنے کی بھی دل میں بڑی خواہش تھی مگر جب تک والدہ ماجدہ زندہ رہیں اُن کی تنہائی کے خیال سے حج نہیں کیا ان کے انتقال کے بعد ہی اپنی اس خواہش کو پورا کیا۔ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت کو جس طرح حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی کا شعار بنا رکھا تھا اس کی مثال کم ہی ملتی ہے آپ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں والدہ کے عظیم مرتبہ و مقام سے آگاہ تھے اور دیگر فرائض و واجبات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں بھی دن رات مصروف رہا کرتے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ کی خدمت کے بارے میں ارشادات و تعلیمات حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتی رہتی تھیں چنانچہ فرمان

نبوی و تعلیماتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عین مطابق اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت و اطاعت کی۔

ماں کے ساتھ حسن سلوک اور ماں کی خدمت کرنے کی تلقین حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خصوصی طور پر فرمائی ہے اس ضمن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

> ''ایک شخص حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے نیک سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تیری ماں۔ اس نے پوچھا، پھر کون ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تیری ماں۔ اس نے پوچھا، پھر کون ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تیری ماں۔ اُس نے کہا، پھر کون؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تیرا باپ۔ (الادب المفرد)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص اپنے ماں باپ کو روتا ہوا چھوڑ کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ہجرت پر بیعت کرنے کی غرض سے حاضر ہوا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، جاؤ اپنے ماں باپ کے پاس واپس جاؤ اور اُن کو اسی طرح خوش کر کے آؤ جس طرح تم ان کو رُلا کر آئے ہو۔

(ابوداؤد شریف)

ایک اور موقع پر حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''وہ آدمی ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، لوگوں نے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کون آدمی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، وہ آدمی جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا، دونوں کو پایا یا کسی ایک کو اور پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں

داخل نہ ہوا''۔

(مسلم شریف)

معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت کرنا بہت عظیم نیکی ہے اور نافرمانی کرنا گناہ کبیرہ میں شمار ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ محترمہ کی خدمت سے ذرا دیر بھی پرے ہونا پسند نہ کیا اور ہمہ وقت اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں مصروف رہے۔ گو دل میں عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جذبہ موجزن تھا اور شدید خواہش تھی کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار نصیب ہو جائے تو دل کو قرار آ جائے مگر والدہ ماجدہ کی خدمت آڑے آتی تھی اور اس بات کو گوارا نہ کرتے تھے کہ والدہ ماجدہ کو تنہا چھوڑ کر اپنے شوق کی تکمیل کریں چنانچہ عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تڑپتے رہے اور اپنے بے قرار و بے چین دل کو والدہ ماجدہ کی خدمت کے آڑے نہ آنے دیا۔ عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتحان میں بھی سرِ فہرست رہے اور والدہ ماجدہ کی خدمت اور اطاعت گزاری کے کام میں بھی اول نمبر پر رہے عشق و اطاعت کا ایسا جذبہ اُجاگر کیا کہ تاریخ میں جس کی مثال نہیں ملتی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایسے سچے اور پکے عاشق تھے کہ خود حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زبانِ اطہر سے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے تعریفی کلمات بیان ہوئے۔

* * *

مدینہ طیبہ میں حاضری

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں موجود تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو وجوہ کی بنا پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر نہ ہو سکے اور دیدار کی دولت سے محروم رہے۔ ایک تو یہ کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی والدہ ماجدہ ضعیفہ اور نابینا تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ زیادہ تر ان کی خدمت میں حاضر رہتے اور اپنی والدہ ماجدہ کے حقِ خدمت ادا کرنے میں مصروف رہتے والدہ ماجدہ کو تنہا چھوڑ کر کسی طرف زیادہ دیر تک نہ جاتے۔ دل میں یہ خیال ہوتا کہ کسی بھی وقت والدہ ماجدہ کو ان کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔ اس لیے ہر وقت والدہ محترمہ کی خدمت میں ہی رہا جائے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہونے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں غلبۂ حال اور مغلوب الاحوال رہتے۔ اس کے باوجود اپنے دل میں عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شمع جلائے رکھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شوق بعض اوقات آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بے چین کر دیتا اور آپ تڑپ کر رہ جاتے۔ والدہ ماجدہ کی خدمت کرنا اور ان کے پاس رہنا بھی انتہائی ضروری تھا۔ آخر ایک دن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شوق اس قدر شدید ہوا کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ برداشت نہ کر سکے۔ والدہ ماجدہ کی خدمت میں اپنی حالت بیان کی اور والدہ ماجدہ سے چار پہر رخصت کی اجازت حاصل کر لی۔ والدہ محترمہ نے خوشی سے اجازت دے دی۔ اجازت ملنے پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ شوق دیدار تیز سے تیز تر ہو گیا۔ والدہ

محترمہ نے آٹھ پہر رخصت کی اجازت تو مرحمت فرما دی مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ آٹھ پہر میں میرے پاس واپس آ جانا۔ اجازت ملتے ہی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بھی لمحہ ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ فوری طور پر سب سے پہلے اپنی والدہ ماجدہ کی ضروریات کی ساری چیزیں ان کے پاس رکھ دیں اور جس حلیہ میں تھے اُسی میں دیوانہ وار مدینہ طیبہ کی طرف چل دیئے۔ مدینہ طیبہ کے اس سفر میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت یہ تھی کہ پاؤں میں جوتوں سے بے نیاز تھے۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ کندھوں پر کمبل ڈالے دیوانہ وار چلتے جا رہے تھے۔ رفتار اس قدر تیز تھی کہ جیسے بھاگ رہے ہوں۔ دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شوق دل کو بے چین کیے دے رہا تھا۔ اک تڑپ تھی جس میں کسی طور کمی نہ ہو رہی تھی۔ بے تابانہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم مبارک مدینہ طیبہ کی طرف اُٹھتے جا رہے تھے۔ ماحول اور سفر کی تھکان سے بے نیاز دل پر رقت طاری کیے چلتے ہی جا رہے تھے۔

آنکھوں سے آنسو تھے کہ تھمتے ہی نہ تھے۔ آنسوؤں کی ایک جھڑی لگی ہوئی تھی۔ دیدار کی یہ تڑپ دل کو بے چین کر رہی تھی کہ کب وہ گھڑی آئے کہ جس میں دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نصیب ہو اپنی دھن میں مَست حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرن سے مدینہ طیبہ تک کا طویل سفر پیدل اور قافلوں کے ساتھ چار پہر میں طے کر لیا۔ مدینہ طیبہ پہنچتے ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ ایسی بے تابی تھی کہ جو دیکھی نہ جاتی تھی۔ اب دل کی حالت اپنے قابو میں نہ رہی تھی۔ جو سامنے آتا اُس سے اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں دریافت فرماتے اپنے محبوب و مقصود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش میں مدینہ طیبہ کی گلیوں میں پھرتے ہوئے حجرہ مبارک کے سامنے جا پہنچے۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حجرہ مبارک میں موجود تھیں بلکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت اتفاق سے حجرۂ اقدس میں تشریف فرما نہ تھے اور کہیں

باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے تابانہ انداز میں دریافت کیا۔ اندر سے جواب ملا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں تشریف لے گئے ہیں اور واپسی کے بارے میں پتہ نہیں ہے کہ کب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی واپسی ہو۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ گویا ہوئے کہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جب واپس بیت اطہر میں تشریف لائیں تو آپ کی خدمت اقدس میں میرا سلام عرض کر دیجیئے اور یہ بتائیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک عاشق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار کے لیے بے تابانہ قرن سے خدمت کے لیے حاضر ہوا تھا لیکن دیدار کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔ شاید میرے مقدر میں اپنے محبوب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنا نہیں ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سُن رکھا تھا کہ اگر اس طرح کے حلیہ کا کوئی آدمی آئے تو اُسے روک لینا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سمجھ گئی تھیں کہ یہ وہی شخص ہے جن کا حلیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا تھا چنانچہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مسجد نبوی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتظار کر لیں۔ چونکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ ماجدہ سے صرف آٹھ پہر کی رخصت کی اجازت لے کر آئے ہوئے تھے۔ اگر انتظار کے لیے رُکتے تو وعدہ خلافی ہوتی۔ چنانچہ ایک آہ بھری اور فرمایا، میرے پاس وقت بہت کم ہے میری والدہ ماجدہ ضعیفہ اور نابینا ہیں میں نے ان سے صرف آٹھ پہر کی اجازت لی تھی چار پہر تو سفر کے دوران گزر گئے ہیں جب کہ چار پہر واپسی کے سفر میں لگ جائیں گے۔ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کا پیاسا تشنہ ہی واپس جا رہا ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں میرا سلام کہہ دیجیئے گا۔

ابھی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حجرہ مبارک کی زیارت کے بعد واپس ہی ہوئے تھے کہ تھوڑی دیر بعد حضور سرورِ کائنات صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واقعہ سے آگاہ کیا اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلام اور پیغام پیش کیا۔ یہ سنتے ہی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فوری طور پر اپنے بیت اطہر سے باہر تشریف لائے اور جو صحابہ کرام وہاں پر موجود تھے اُن سے فرمایا کہ فوراً مدینہ طیبہ کے گردو نواح سے عاشق رسول حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈھونڈ کر لاؤ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم سنتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُسی وقت حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں طیبہ میں پھیل گئے۔ بہت تلاش کیا مگر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل نہ سکے اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب بے تابانہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں پہنچنے کے لیے تیزی سے سفر طے کرتے ہوئے مدینہ منورہ سے کافی دور تک نکل چکے تھے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن تک پہنچنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوشش تھی کہ جلدی سے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اس کام میں دیر نہ ہو جائے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدینہ طیبہ میں آمد کے بارے میں ایک روایت میں اس طرح سے بھی بیان کی جاتی ہے کہ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق سے مغلوب ہو گئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار کے شوق نے اس قدر ستایا اور تڑپایا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بس کی بات نہ رہی۔ اب مزید جدائی برداشت نہ ہو سکتی تھی صرف ایک ہی لگن طاری ہو گئی کہ جلد سے جلد دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنی عشق کی پیاس کو سیراب کیا جائے۔ چنانچہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اتفاق سے ہوا یہ کہ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیارتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غرض سے قرن سے مدینہ طیبہ کی طرف چلے تو دوسری طرف حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی غزوہ میں شرکت کے لیے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے چونکہ غزوہ میں شرکت کرنا ضروری

تھا اس لیے رُکے نہیں مگر قربان جائیں سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم کس قدر وسیع تھا اور آنے والے حالات سے کس قدر آگاہی تھی کہ جانتے تھے کہ میرا ایک عاشق قرن سے میرے دیدار کا شرف حاصل کرنے کے لیے چل پڑا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے فرمایا:

> ''میرے جانے کے بعد ایک مہمان آئے گا وہ جب یہاں آئے تو اس کی مہمان نوازی اچھی طرح سے کی جائے اور پوری طرح اس کا خیال رکھا جائے اس لیے کہ وہ بہت ہی نیک آدمی ہے اور جب تک میں واپس نہ آؤں اُسے روکنے کی کوشش کرنا اور اگر وہ نہ رُکے تو اُسے مجبور نہ کرنا لیکن اس کا حلیہ یاد رکھ لینا''۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ باتیں فرمانے کے بعد غزوہ میں شریک ہونے کے لیے روانہ ہو گئے پھر جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہا مدینہ طیبہ میں پہنچے تو آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں موجود نہیں ہیں تو بے چین ہو گئے پھر اپنے دل کو سنبھالا دیا اور اُسی وقت واپسی کا ارادہ کر لیا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رُکنے اور انتظار کرنے کا کہا گیا اور کافی کوشش کی گئی کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ رُک جائیں مگر آپ رُکنے پر آمادہ نہ ہوئے جیسے آئے تھے ویسے ہی کھڑے کھڑے واپس تشریف لے گئے ان کے جانے کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ طیبہ میں واپس تشریف لائے اور حجرہ مبارک میں داخل ہو کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے دریافت فرمایا، کوئی مہمان یہاں پر آیا تھا؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یمن سے ایک آدمی آیا تھا جس کا حلیہ چرواہوں کی مانند تھا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اُس نے پوچھا اور یہ معلوم ہونے پر کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت اطہر میں

تشریف فرما نہیں ہیں۔ فوراً چلا گیا اور تھوڑی دیر بھی نہ ٹھہرا۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! کیا تم جانتی ہو کہ وہ کون تھا؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! نہیں میں نہیں جانتی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، وہ اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھا جو میرے دیدار کی خاطر حاضر ہوا تھا اور یہ حسرت اپنے دل میں لے کر واپس چلا گیا وہ انتظار نہیں کر سکتا تھا اس لیے کہ اس کی ماں جو کہ ضعیفہ اور نابینا ہے اس کی دیکھ بھال کرنے والا اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے اور یہ وہ آدمی ہے جو رب تعالیٰ اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سچا عاشق ہے جس کو صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غرض ہے۔ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرا چاہنے والا ہے اور پروردگار اس سے محبت کرتا ہے۔ غلط

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان اطہر سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بات سُنی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام و مرتبہ پر رشک آیا اور فرمایا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقعی وہ شخص کس قدر بلند مرتبہ ہوگا کہ جس کے خلوص، تقویٰ اور عبادت کی تعریف باری تعالیٰ اور اس کا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کریں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدینہ طیبہ میں حاضری کے ضمن میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تلاش کرنے کی کوشش کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک تک آئے اور یہ علم ہونے پر کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر پر موجود نہیں ہیں تو بڑے بے چین ہوئے اور بے تابانہ انداز میں فوری طور پر واپسی کا سفر شروع کر دیا پھر جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت اطہر میں واپس تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حلیہ بتاتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُن کی آمد اور بے تابانہ کیفیت کی خبر سنائی اور یہ

بھی بتایا کہ وہ چند لمحے بھی نہیں ٹھہرے اور فوراً واپس چلے گئے تو یہ خبر سنتے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر استغراق کی حالت طاری ہوگئی قلب اطہر پر رقت پیدا ہوئی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چشمانِ اطہر سے اپنے اس سچے عاشق کی محبت میں آنسو نکل آئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافی دیر تک اس کیفیت میں رہے۔

مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کی غرض سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری کے ضمن میں ایک اور روایت اس طرح سے ملتی ہے کہ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ مدینہ طیبہ میں آئے اور حجرۂ مبارک سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں دریافت کیا یہ معلوم ہونے پر کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں موجود نہیں ہیں اور واپسی کا کچھ پتہ نہیں کہ کب تشریف لائیں تو وہاں پر تھوڑی دیر بھی نہ رُکے اور واپس چلے گئے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب واپس چلے گئے تو تھوڑی دیر کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے اور بیت اطہر میں داخل ہوتے ہی پوچھا، اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آج یہ نور کیسا ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اس طرح کے حلیہ کا ایک شخص قرن سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار کی غرض سے حاضر ہوا تھا اور سلام کہہ کر واپس لوٹ گیا۔ یہ سنتے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا یہ نور اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ وہی عاشق رسول آیا ہوگا۔ یہ فرما کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیتِ اطہر سے باہر تشریف لے گئے۔

* * *

مدینہ منورہ میں دوبارہ آمد

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے عاشق رسول تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کے لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تڑپا کرتے تھے مگر موقع نہ ملتا تھا کہ قرن سے طیبہ جائیں اور حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوں۔ یہ موقع اس لیے نہ ملتا تھا کہ آپ کی والدہ محترمہ بوڑھی اور نابینا تھیں اور ان کی خدمت اور دیکھ بھال کے لیے آپ کے سوا اور کوئی نہ تھا اس لیے یہ بھی نہ چاہتے تھے کہ والدہ کی دل آزاری ہو اور حق خدمت ٹھیک طرح سے ادا نہ ہو۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار پھر مدینہ طیبہ کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اُس وقت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال مبارک ہو چکا تھا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہوئی۔ انہوں نے دریافت کیا کہ آپ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیات طیبہ کے زمانہ میں کیوں تشریف نہ لائے؟ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میری ماں بوڑھی اور بیمار تھی مجھے ہر وقت ان کی دیکھ بھال کے لیے اُن کی خدمت میں رہنا پڑتا اور وہ بھی مجھے اپنے سے دور نہ کرتی تھیں۔ میں ان کی خدمت میں مشغول رہنے کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا۔

یہ بات سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا ہم نے تو اپنے ماں باپ مال و دولت غرضیکہ اپنا سب کچھ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان کر دیا۔ یہ سنتے ہی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جلال آ گیا اور فرمایا آپ حضرات نے حضور

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت مبارکہ میں رہنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حلیہ مبارک اور جمال وکمال کا بیان کرو۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض معجزات اور ظاہری حلیہ مبارک بیان فرمایا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرا سوال حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ظاہری حلیہ مبارک اور ظاہری جمال وکمال کے بارے میں نہیں تھا بلکہ میرے سوال کا مقصد آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باطنی حلیہ مبارک اور باطنی جمال وکمال کو بیان کرنے سے تھا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس بیان پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ارشاد فرمایا، جو کچھ ہمیں معلوم تھا وہ ہم نے بیان کر دیا اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں مزید کچھ بیان فرمایا چاہیں تو ارشاد فرمائیں۔ اس پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشق ومحبت میں سرشار ہو گئے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمال و کمال، عادات و خصائل اور حلیہ مبارک کا اس طرح سے بیان فرمایا کہ اس سے قبل اس انداز سے کسی نے بیان نہ فرمایا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بے خودی اور جذب کی کیفیت طاری ہو گئی اور کافی دیر تک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر یہ جذب ومستی کی کیفیت طاری رہی پھر جب حالت سنبھلی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہت رشک آیا اور محبت کے جذبات سے مغلوب ہو کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں کے بوسے لیے۔

اسی ضمن میں جب کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کے بعد مدینہ طیبہ کے سفر پر روانہ ہوئے تو ایک بزرگ اس واقعہ کو اس طرح سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال مبارک کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کی جانب روانہ ہو گئے لیکن ابھی مدینہ طیبہ کے نزدیک ہی پہنچے تھے کہ دل میں یہ خیال جاگزیں ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے پاؤں زمین پر ہوں اور آقا مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا جسم اطہر زمین کے نیچے ہو۔ یہ خیال آتے ہی کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جائے اُسی وقت واپس تشریف لے گئے یہ عشق و محبت کے کمال کی بات ہے کہ جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ظاہر ہوئی اور یہ صرف حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی خاصہ ہے۔

ایک روایت اور کتاب ''اخلاق جہاں گیری'' میں خلاصۃ الحقائق'' کے حوالہ سے لکھا ہوا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کے بعد جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو مسجد نبوی کے دروازہ پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں سے سنا کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ اطہر ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے۔ شدتِ جذبات اور عشق و محبت سے مغلوب ہو کر بے خود ہو گئے پھر جب ہوش آیا تو جو لوگ پاس موجود تھے اُن سے فرمایا مجھے اس شہر سے باہر لے جاؤ کیوں کہ جس زمینِ اطہر میں میرے آقا مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آرام فرما رہے ہیں اس زمین کے اوپر رہنا میرے لیے مناسب نہیں ہے ایسی پاک و مقدس زمین پر قدم رکھنا بے ادبی ہے اور ادب کے خلاف بات ہے۔

* * *

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وصال مبارک سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو وصیت فرمائی کہ میرا جبہ مبارک میرے اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس لے جانا اور میرا سلام پہنچانا اور میری اُمت کے لیے دعا طلب کرنا کیوں کہ اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی دُعا میری اُمت کے لیے مقبول ہوگی جب آپ لوگ یمن میں جاؤ گے تو اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو شتر بانوں کے درمیان بیٹھا پاؤ گے۔

چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں قرن میں گئے۔ لوگوں سے پوچھا کہ آپ لوگوں میں کوئی شخص اویس (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) نام کا ہے لوگوں نے بتایا کہ ہاں ایک دیوانہ شخص عام لوگوں سے علیحدہ بیٹھا رہتا ہے۔ وادی عرنہ میں شتر بانی کرتا ہے۔

اس پر دونوں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وادی عرنہ میں پہنچے دیکھا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ادا کرنے میں مصروف ہیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سر اٹھایا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلام پہنچایا جواب میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا وعلیکم السلام یا اصحاب وابنائے رسول اللہ۔

دونوں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سامنے بیٹھ گئے۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جُبہ مبارک دیا اور اُمت محمدیہ کے لیے دعائے مغفرت طلب کی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جبہ مبارک اٹھایا، چوما اور سر بسجود ہو گئے اور روتے ہوئے مناجات کی، یا اللہ! تیرے محبوب کا جبہ مبارک اس وقت تک

نہیں پہنوں گا جب تک اُمت محمدیہ بخشی نہ جائے تیرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کام میرے ذمہ لگا دیا ہے۔ غائب سے آواز آئی، اتنے ہزار افراد اُمت محمدیہ میں سے تمہارے لیے بخش دیئے گئے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں تو سب کی مغفرت کا طلب گار ہوں۔ آواز آئی اتنے ہزار مزید بخش دیئے گئے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ آواز آئی تمہاری التجا پر اتنی امت محمدیہ بخش دی گئی جتنی تعداد میں بنی ربیعہ اور بنی مضر کی بھیڑ بکریوں کے جسموں کے بال ہیں۔ یہ بشارت پا کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سر مبارک سجدے سے اٹھایا جبہ مبارک پہنا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آگاہ کیا۔

روایات میں آتا ہے کہ بنی ربیعہ اور بنی مضر دو ایسے قبائل تھے جو لاتعداد بکریوں اور بھیڑوں کے مالک تھے یہ بھیڑ بکریاں اپنے بالوں کی کثرت کی وجہ سے سارے عرب میں مشہور تھیں۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی برکت سے اتنی بڑی تعداد میں اُمت محمدیہ کو بخش دیا۔

* * *

ایک اور روایت

ایک روایت اس کے بارے میں یہ بھی ملتی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرا خرقہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو پہنچا دیا جائے اور اس سے میری طرف سے کہہ دینا کہ میری اُمت کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ چنانچہ اس وصیت مبارک کے مطابق حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خرقہ مبارک لے کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قرن کے جنگل میں پہنچے تو اُس وقت حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نماز پڑھنے میں مصروف تھے آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو سلام پھیر کر دیکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا اس سے قبل کسی نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا آپ کون ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سلام کیا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلام کا جواب دے کر خاموش ہو گئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے دریافت فرمایا کہ آپ کا اسمِ مبارک کیا ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، عبداللہ (یعنی مقصد یہ کہ اللہ کا بندہ ہوں) یہ سُن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: زمین و آسمان اور ان کے مابین جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مصروف ہیں۔ آپ کو ربِ کعبہ کی قسم اپنا وہ اسم مبارک بتائیے جو آپ کی والدہ ماجدہ نے رکھا ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، آپ حضرات کا مقصد کیا ہے؟ میرا نام اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔ نام کا پتہ چلنے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا: اپنا پہلو کھول کر دکھائیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلو کھول کر دکھا دیا۔ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جسم مبارک پر برص کا نشان تھا اس پر

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا یہ سب کچھ ہم نے اپنے یقین کو تقویت پہنچانے کے لیے کیا تھا کیوں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو نشانیاں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتائی تھیں وہ ہم نے دیکھ لی ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم آپ کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلام پہنچائیں اور آپ سے اُمت محمدیہ کے حق میں دعائے مغفرت کروائیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا، دعا کرنے کے لائق تو آپ حضرات ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا، ہم تو دعا کرتے ہی رہتے ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم اور وصیت کے مطابق دُعا فرمائیں چنانچہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرقہ مبارک لیا اور ایک جانب ذرا دور تک چلے گئے۔ خرقہ مبارک اپنے آگے رکھ کر سر بسجود ہوئے اور رب تعالیٰ کے حضور عرض کی، اے باری تعالیٰ! میں اُس وقت تک یہ خرقہ مبارک نہیں پہنوں گا جب تک تُو ساری اُمتِ محمدیہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو بخش نہ دے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافی دیر تک اسی طرح سجدے میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کرتے رہے جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سجدہ میں کافی دیر ہوگئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل حرکت نہ فرما رہے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خیال گزرا کہ کہیں وصال نہ فرما گئے ہوں حالانکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُمتِ محمدیہ کی بخشش کی دعا میں اس قدر انہماک سے مشغول تھے کہ اردگرد کے ماحول سے بے نیاز ہوگئے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نزدیک تشریف لے گئے تو اُس وقت حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سجدہ سے اپنا سر مبارک اٹھایا اور ارشاد فرمایا اگر آپ حضرات ادھر تشریف نہ لاتے تو میں سجدہ سے اُس وقت تک اپنا سر نہ اٹھاتا جب تک کہ مجھے ساری اُمتِ محمدیہ کی بخشش کی خوشخبری نہ سنا دی جاتی لیکن اب بھی میرے پروردگار نے اس قدر (بنی ربیعہ اور بنی مضر کی بھیڑ بکریوں کے

بالوں کی تعداد کے برابر) اُمتِ محمدیہ کے گناہ گاروں کی مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے۔

اس واقعہ کو ذکر کرتے ہوئے ایک اور راوی بیان فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سجدہ سے اپنا سر مبارک اٹھایا اور دونوں قبائل کا نام لے کر ان کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کے برابر اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گنہگاروں کی بخشش کی بشارت سنائی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کلمہ پڑھا۔ اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس شان و مرتبہ کو دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب مبارک پر رقت طاری ہوگئی اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام و مرتبہ پر بہت رشک آیا پھر جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خرقہ مبارک زیب تن فرمایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو اس حلیہ میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

> ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسے پیراہن مبارک میں دیکھا جس کے نیچے تونگری کے ہزاروں عالم پوشیدہ تھے''۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں خلافت سے دستبرداری کی خواہش پیدا ہوئی اور آپ نے فرمایا:

> ''کیا کوئی ایسا شخص ہے جو روٹی کے ایک ٹکڑے کے عوض مجھ سے یہ خلافت خریدے''۔

تذکرہ اولیاء میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات سن حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوش میں آگئے اور فرمایا، اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کوئی احمق شخص ہی یہ سودا کر سکتا ہے، آپ کو تو خلافت فروخت کرنے کی بجائے اٹھا کر پھینک دینی چاہیے پھر جس کا دل چاہے اسے اٹھا لے۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل پر رقت طاری ہوئی اور آنکھیں غمناک ہو گئیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی کہ آپ کچھ دیر تک اسی جگہ پر قیام فرمائیں میں آپ کے لیے کچھ لے کر آتا ہوں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے امیر المومنین! میرا اور آپ کا کوئی معاہدہ نہیں ہے اور نہ میں دنیا میں آج کے بعد آپ کو دیکھ سکوں گا غور فرمائیے، میں نفقہ اور لباس کو لے کر کیا کروں گا؟ دیکھیے میرا بدن کمبل سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس وقت تک حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خرقہ مبارک زیب تن کر لیا ہوا تھا۔ حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پاس سے دو درہم نکالے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دکھاتے ہوئے کہا کہ یہ اونٹ چرانے کا معاوضہ ہے، اے امیر المومنین! اگر آپ اس بات کی ضمانت دیں کہ ان کے خرچ ہونے سے پہلے میری موت نہیں آئے گی تو پھر یقیناً جو آپ کا دل چاہے عنایت فرما دیں ورنہ میرے لیے تو یہ دو درہم بہت کافی ہیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے آنکھوں میں آنسو آ گئے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی اس حالت کو ملاحظہ فرما رہے تھے تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد فرمایا، اے امیر المومنین! میرے اور آپ کے آگے ایک سخت گھاٹی ہے، اس سے کوئی شخص نہیں گزر سکتا لیکن وہ شخص کہ جس کا پیٹ ہمیشہ بھوکا رہے اور جس کا بدن سوکھ کر کانٹا اور لاغر ہو گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر

رشک کرتے ہوئے فرمایا کہ بے شک آپ کی ولایت میری خلافت سے بہتر وافضل ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، آپ نے بہت دیر تک تکلیف برداشت کی اب آپ تشریف لے جاسکتے ہیں۔ رخصت ہونے سے قبل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حق میں دعا کی درخواست کی تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نماز میں تشہد کے بعد یہ دُعا کرتا ہوں: **رب اغفر المومنین والمومنات** اے پروردگار! تمام مومنین ومومنات کی مغفرت فرما۔ پس اگر آپ ایمان کی سلامتی کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ سرخرو ہوں گے ورنہ میری دُعا بے سُود ہوکر رہ جائے گی۔

ہوسکتا ہے کہ بعض افراد کے ذہنوں میں یہ بات آئے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ نقدی وغیرہ لینے سے انکار کیوں کیا تو اس کا جواب یہی ہوسکتا ہے کہ اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ہدیہ یا نذرانہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہ ایک طرح کی امداد تھی جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دینا چاہتے تھے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے لیے امداد لینا کسی طور پسند نہ تھا آپ اپنی محنت سے کما کر اپنے لیے روزی کا بندوبست کرنا احسن خیال کرتے تھے۔ بلاشبہ وہ لوگ جو سلوک کے مقامات سے ہو کر گزرتے ہیں وہ اپنی دنیاوی ضرورتوں کے لیے کسی امداد واعانت کے خواہاں نہیں ہوتے اور ان چیزوں سے یکسر بے نیاز ہو جاتے ہیں البتہ جہاں تک ہدیے، نذرانے یا تحفے کی شرعی حیثیت کا تعلق ہے تو وہ ناجائز نہیں کیوں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ میں ایسے بہت سے واقعات موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہدیے اور تحائف قبول فرما لیتے تھے البتہ اگر صدقہ ہوتا تو اس سے دستِ اقدس روک لیتے کہ یہ صرف حقدار لوگوں کا حق ہے اسی طرح حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زکوٰۃ بھی تمام بنی ہاشم کے لیے ناجائز قرار دے دی تا کہ دوسرے ضرورت مند لوگوں کے امداد سے محروم ہونے کا اندیشہ باقی نہ رہے۔ اکثر اوقات آس پاس کے رؤسا اور

بادشاہوں کی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں تحائف آتے رہتے تھے جنہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑی خوشی سے قبول فرما لیتے تھے، ایک مرتبہ ملک شام کے ایک سردار نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں ایک سفید خچر تحفے کے طور پر پیش کیا۔ اس طرح مصر کے بادشاہ نے بھی ایک خچر تحفتاً بھیجا تھا۔ یہ تمام اشیا حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بڑی خوشی سے قبول فرمائیں اور بھیجنے والوں کا شکریہ بھی ادا کیا۔ اس کے علاوہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی طریقہ تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن لوگوں سے ہدیے اور تحائف قبول فرماتے انہیں ان کا صلہ بھی عنایت فرماتے تھے جیسا کہ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس کا صلہ بھی دیتے تھے۔

اب جہاں تک احسان کا تعلق ہے یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے ایک احسان خیال کرتے تھے اور اسی وجہ سے آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی خواہش کے باوجود کچھ نہیں لیا بلکہ لینے سے صاف انکار کر دیا۔ حق تو یہ ہے کہ اس ضمن میں دراصل حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا عمل سامنے رکھا یعنی مثال کے طور پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ہجرت کے وقت سواری کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں ناقہ پیش کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے انہیں قیمت ادا فرمائی پھر سوار ہوئے پھر اسی طرح جب مدینہ طیبہ پہنچ کر مسلمانوں کے لیے ایک مسجد بنانے کی ضرورت پیش آئی تو وہ زمین جو مسجد کے لیے درکار تھی اور مدینہ طیبہ کے دو یتیم لڑکے اس کے مالک تھے وہ باوجود اس کے کہ زمین اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کے لیے مفت دینے کے خواہش مند تھے مگر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب تک اصرار کر کے انہیں قیمت وصول کرنے پر مجبور نہ کر دیا مسجد کی تعمیر کا کام شروع نہ ہونے دیا۔

غرضیکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حزم و احتیاط کا پہلو حضور نبی

کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل کو ہی سامنے رکھ کر اختیار کیا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہت زیادہ رشک کیا اور اپنے آپ کو خلافت کی ذمہ داری سے آزاد کرنا چاہا اس بارے میں حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

چوں عمر (ؓ) پیش اویس (ؓ) آمد بجوش
گفت افگندم خلافت راز دوش
گر خلافت را خریدارے بود
میفر و شم گرید ینارے بود
چوں اویس (ؓ) ایں حرف بشنید از عمر (ؓ)
گفت رو بگذار و فارغ در گذر
تو بیفگن ہر کہ مے خواھد زراہ
بار بر گیرد رو دتا پیش گاہ
چوں خلافت خواست افگندش امیر
آں زماں برخواست از یاراں نفیر
جملہ گفتندش مکن اے پیشوا
خلق را سر گشتہ از بہرِ خدا
عہدہٗ در گر دنت صدیق (ؓ) کرد
آں نہ عمداً! کہ بر تحقیق کرد
گر تو مے پیچی سرند فرمانِ او
ایں زماں از تو بر نجد جانِ او
چوں شنید ایں حُجتِ محکم عمر (ؓ)

کارا زیں حجت بروشد سخت تر

ترجمہ: ’’جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جوش میں آئے تو فرمایا کہ میں بارِ خلافت کو اپنے کندھوں سے اُتار دیتا ہوں اور اگر کوئی اس خلافت کا خریدار ہے تو میں اسے ایک دینار میں بھی فروخت کرنے کو تیار ہوں۔ جب حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بات سُنی تو فرمایا، آپ ظاہر داری کو چھوڑیں اور فارغ ہو جائیں۔ تُو غیر (ضروری چیزوں کو چھوڑ دے اور جو ضروری زادِ راہ چاہیے لے کر روزانہ ہوتا کہ آگے پہنچ جائے۔ جب امیرُ المومنین نے خلافت کو چھوڑ دینا چاہا تو اُس وقت ان کے دوست واحباب نے شور وفریاد بلند کیا اور سب نے مِل کر ان سے عرض کیا کہ اے ہمارے پیشوا! آپ اللہ کے لیے ہرگز ایسا نہ کیجیے اس طرح تو مخلوق گمراہ و پریشان ہو جائے گی یہ عہدہ جلیلہ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی گردن میں ڈالا ہے اور انہوں نے یہ کام عمداً نہیں بلکہ حق و مناسب سمجھتے ہوئے کیا ہے۔ اگر آپ اُن کے فرمان مبارک سے سر پھیرتے ہیں تو اس طرح آپ اُن کی روح مبارک کو رنج وغم پہنچاتے ہیں۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مضبوط دلیل سُنی تو پھر اس دلیل کی وجہ سے اُن پر یہ کام سخت دشوار ہو گیا اور وہ اپنے اس ارادہ سے باز آ گئے‘‘۔

* * *

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات

اس واقعہ کے ضمن میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وصال مبارک سے قبل یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرا جبہ مبارک حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچا دیا جائے اور ان سے میری طرف سے کہہ دیا جائے کہ میری اُمت کے حق میں بخشش کی دعا فرمائیں۔ چنانچہ جب حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش کی گئی مگر کافی تلاش کرنے کے باوجود کامیابی نہ ہوئی۔ اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خرقہ مبارک اور پیغامِ دُعا حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک نہ پہنچ سکا۔

پھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا دورِ خلافت آیا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش جاری رکھی گئی حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت کے آخری دنوں میں آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں پتہ چلا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت پر عمل کی غرض سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت و ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ ایک راوی کا بیان ہے کہ ان حضرات کے ہمراہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جب یہ حضرات یمن پہنچے تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھا مگر کوئی پتہ نہ چل سکا کہ اس وقت حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں مقیم ہیں۔

آخر کار ایک شخص نے آ کر خبر دی کہ اس وقت حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز مغرب پڑھنے کے بعد ابدالان کی روش پر چلے جاتے ہیں یہ سنتے ہی حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس طرف کو تشریف لے گئے دیکھا تو وہاں پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کیا جواب میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے ہُو کی آواز نکلی۔ سُن کر حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بےخودی کی کیفیت طاری ہوگئی اور تاب نہ لا سکے۔ ہوش میں نہ رہے چکرا کر زمین پر گر پڑے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم ہوا تو ان کو اٹھا کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ پڑھ کر دم فرمایا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے اس حالت کے بارے میں دریافت فرمایا تو حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری بات بیان فرما دی اور ارشاد فرمایا کہ مجھے کامل یقین ہے کہ وہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ اس کے بعد تینوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کرتے ہوئے اُن تک جا پہنچے۔ اُس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی ادائیگی میں مشغول تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے گفتگو فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت کے بارے میں بتایا چنانچہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمتِ محمدیہ کی مغفرت کے لیے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ اقدس میں سجدہ ریز ہو کر دعا مانگی جو کہ بارگاہ ایزدی میں مقبول ہوئی پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہاں سے واپس تشریف لے گئے۔

* * *

اُونٹوں کا چرواہا

ایک مرتبہ حج کے موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی قرن کا رہنے والا ہے کھڑا ہو جائے اس پر ایک شخص کھڑا ہوا۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس شخص سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں پوچھا تو اُس نے کہا اے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے اونٹوں کا چرواہا ہے اور اس مرتبہ والا نہیں ہے کہ اے امیر المومنین یاد فرمائیں وہ آبادی میں نہیں رہتا لوگوں سے دور بھاگتا ہے خوشی اور غم سے بے نیاز ہے جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے۔ لوگ اُسے دیوانہ خیال کرتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سُنا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا، میں اسی کی جستجو میں ہوں میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

> ''اس شخص کی دعا کی بدولت اللہ تعالےٰ قیامت کے دن میری اُمت کے گنہگاروں میں سے قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر بخش دے گا''۔

* * *

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرن میں آمد

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش جاری رکھی تا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جبہ مبارک اور پیغام ان تک پہنچایا جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس تلاش کے کام میں خاصا اہتمام کیا کرتے تھے مگر کامیابی نہ ہوتی تھی۔ یہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ مجاہدین اسلام کا ایک قافلہ جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے یمن سے مدینہ طیبہ آیا۔ اس مجاہدین کے قافلہ کا مقصد یہ تھا کہ یہاں سے ہدایات لے کر ان اسلامی لشکروں میں شمولیت کی جائے جو ایران، عراق، شام اور عجم وغیرہ کے محاذوں پر جہاد میں مصروف تھے۔

اس یمنی علاقے کی اطلاع حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق دریافت فرمایا اُن لوگوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بتایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ مدینہ طیبہ سے قرن کے سفر پر روانہ ہو گئے قرن پہنچ کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو تلاش کر لیا اور ان سے ملاقات کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کیا اور پوچھا، کیا آپ کا اسم مبارک اویس (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) ہے؟ فرمایا ہاں پوچھا کیا آپ کی والدہ ماجدہ ہیں؟ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد حضور نبی کریم

علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جو کچھ سنا تھا بیان فرمادیا اور اس بات کو بھی ملاحظہ فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو نشانیاں بتائی تھیں وہ تمام حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں پائی جاتی تھیں تھوڑی دیر تک گفتگو کرنے کے بعد بخشش کی دعا کرنے کے لیے فرمایا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سربسجود ہو کر بخشش کی دعا فرمائی۔

* * *

ایک اور روایت

اس بارے میں ایک اور روایت حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے بھی اپنی کتاب ''کشف المحجوب'' میں تحریر فرمائی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ میں تشریف لائے۔ دورانِ خطبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''اے نجد کے لوگو کھڑے ہو جاؤ'' یہ حکم سن کر تمام لوگ کھڑے ہو گئے چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا، تمہارے اندر کوئی قبیلہ مقامِ قرن کا رہنے والا ہے؟ لوگوں نے عرض کی ہاں، اس پر مقام قرن کے جو لوگ تھے ان کو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُن سے پوچھا کہ تمہارے اندر کوئی اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نام کا آدمی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک دیوانہ آدمی ہے جو آبادی میں نہیں آتا کسی کے پاس نہیں بیٹھتا لوگوں کی غذا سے اس کی غذا بھی علیحدہ ہے خوشی اور غم اس کے نزدیک یکساں ہیں جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ہم ان کو دیکھنا چاہتے ہیں لوگوں نے عرض کی، امیر المومنین! وہ جنگل میں اونٹوں کے پاس ملے گا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُٹھے (اور قرن تشریف لے گئے) جنگل میں جا کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے دیکھا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں مشغول ہیں۔ چنانچہ تشریف فرما ہو گئے جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سلام کیا اور ہتھیلی پر نشان دیکھا پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلام پہنچایا اور اُمت کے حق میں بخشش کی دعا کرنے کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم سنایا۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھوڑی دیر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، آپ حضرات کو تکلیف ہوئی۔ اچھا تشریف لے جائیں قیامت بہت نزدیک ہے اُس جگہ ہمیں وہ دیدار ہوگا جس کے لیے بازگشت نہیں میں اب قیامت کے راستہ کے سامان میں مشغول ہوں۔ قرنی لوگ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہمراہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے تو اُن کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبہ کا علم ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت زیادہ احترام کرنے لگے چنانچہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے کوفہ میں آگئے۔

* * *

دیگر روایت

ایک روایت یہ بھی اس ضمن میں ملتی ہے کہ جب یمن کے لوگ آتے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک ایک سے جا کر پوچھتے کہ تم میں اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نام کا کوئی شخص ہے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود تشریف لائے ہوئے تھے ان سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ آپ قبیلہ مراد کی شاخ قرن سے ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ ہاں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ آپ کے سفید داغ تھا وہ اچھا ہوگیا ہے اور اب صرف ایک درہم کے برابر نشان باقی رہ گیا ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ہاں، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پوچھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ بھی ہیں؟ ارشاد فرمایا۔ ہاں، اس پر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ تمام باتیں بیان فرمائی تھیں۔ اور فرمایا تھا کہ اللہ تعالےٰ کے یہاں اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی یہ عزت ہے کہ اگر وہ اللہ تعالےٰ کے بھروسہ پر کسی بات کی قسم کھالے تو اللہ تعالےٰ اس کی قسم کو پورا فرمائے گا۔ اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اگر ہوسکے تو تم اس سے اپنے لیے استغفار کرانا۔

چنانچہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دعا فرمائی۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اویس قرنی

رضی اللہ تعالی عنہ سے دریافت فرمایا کہ آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ کوفہ میں۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا تو پھر میں حاکم کوفہ کو آپ رضی اللہ تعالی عنہ) کے لیے کوئی فرمان لکھ دوں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا، جی نہیں میں تو گمنام لوگوں میں رہنا چاہتا ہوں۔

* * *

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پاک میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عشق و محبت کا ایک ایسا لازوال جذبہ پروردگارِ عالم نے ودیعت فرمایا تھا کہ جس کی بناء پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستور الحال رہا کرتے آپ کو دنیا کے دھندوں میں کوئی دلچسپی نہ تھی اہل دنیا سے دور رہ کر اپنے حال میں مست و مگن رہتے تھے علائق دنیا سے بے پرواہ تھے اپنی سب سے بڑی دولت اور سرمایۂ عظیم عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سمجھتے تھے اور اپنے اسی جذبے کو عزیز و مقدم رکھتے تھے۔ وہ تمام علامات جو ایک سچے اور پکے عاشق میں ہوتی ہیں آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شیخ سے عاشق کی پہچان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ عاشق کے میل ملاپ سے دور، تنہائی پسند، غور و فکر میں ڈوبا ہوا اور چپ چاپ رہتا ہے جب اسے دیکھا جائے تو وہ نظر نہیں آتا، جب بلایا جائے تو سنتا نہیں، جب بات کی جائے تو سمجھتا نہیں اور جب اس پر کوئی مصیبت آ جائے تو غمگین نہیں ہوتا۔ وہ بھوک کی پرواہ اور برہنگی کا احساس نہیں رکھتا، کسی کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوتا، وہ تنہائی میں پروردگار عالم سے التجائیں کرتا ہے، اس کی رحمت سے انس و محبت رکھتا ہے وہ دنیا والوں سے دنیا کے لیے نہیں جھگڑتا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ غزوۂ احد میں جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض مقرر کردہ مجاہدین کی ایک نادانستہ غلطی کے باعث مسلمانوں کو نقصان اُٹھانا پڑا اور افراتفری یہاں تک پھیلی کہ خود حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی

شدید زخمی ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خون مبارک کو صاف فرماتے تھے اور اسے زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرا تو یقیناً اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین والوں پر عذاب نازل کرے گا، پھر فرمایا، یا اللہ! میری قوم کو معاف فرمادے کیوں کہ وہ مجھے نہیں جانتی اور میری حقیقت کو نہیں پہچانتی۔ کہا جاتا ہے کہ اسی اثناء میں عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پھینکا۔ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لب مبارک پر لگا جس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک یا دو دندان مبارک شہید ہو گئے۔ اس واقعہ کی اطلاع جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی تو عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سرشار ہو کر شدت غم سے اپنے تمام دانت مُنہ سے نکال باہر کیے۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''تذکرۃ الاولیاء'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دورانِ گفتگو کہا کہ اگر آپ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوستوں میں سے ہیں تو یہ بتایئے کہ غزوۂ احد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کون سا دانت مبارک شہید ہوا تھا اور آپ نے اتباع نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنے تمام دانت کیوں نہ توڑ ڈالے؟ یہ کہہ کر اپنے تمام ٹوٹے ہوئے دانت دکھا کر کہا کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دانت مبارک شہید ہوا تو میں نے اپنا ایک دانت توڑ ڈالا پھر خیال آیا کہ شاید کوئی دوسرا دانت شہید ہوا ہو اسی طرح ایک ایک کر کے جب تمام دانت توڑ ڈالے اُس وقت مجھے سکون نصیب ہوا۔ یہ دیکھ کر دونوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر رقت طاری ہو گئی اور یہ اندازہ ہو گیا کہ پاسِ ادب کا یہی حق ہوتا ہے۔ گو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار سے مشرف نہ ہو سکے مگر اتباع رسالت کا مکمل حق ادا کر کے دنیا کو درس ادب دیتے رخصت ہو گئے۔

عشق کے اظہار کا یہ ایک ایسا منفرد انداز تھا جو صرف آپ ہی کا خاصہ تھا اور آپ عشق و محبت کے عظیم مرتبہ پر فائز تھے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق درجۂ کمال تک پہنچا ہوا تھا۔

* * *

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ کی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات

جیسا کہ روایات میں آتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کا موقع نہیں ملا بلکہ انہوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیکھنے والوں کو دیکھا ہے اس لیے آپ کا شمار تابعین کرام میں ہوتا ہے اور تابعین کرام کی صف میں آپ نمایاں مقام ومرتبہ رکھتے ہیں آپ علوم ظاہری و باطنی میں ایک جامع شخصیت کے حامل تھے آپ شہرت کو پسند نہیں فرماتے تھے ریاضیات و مجاہدات اور تزکیۂ روح سے ہی آپ کو اتنی فرصت نہ ملتی تھی کہ آپ گوشۂ تنہائی سے نکل کر لوگوں کے سامنے آتے اور درس وتدریس کے مسند علم پر تشریف فرما ہوتے علاوہ ازیں چونکہ طبعاً شہرت کو اپنے لیے پسند نہ فرماتے تھے اس لیے اپنے لیے ایک محدث، فقیہہ اور ہر طرح کے منصب ومقام کو کبھی بھی پسند نہیں کیا اور اس بات کی تصدیق خود آپ کے اپنے ہی ایک قول سے ہو جاتی ہے کہ آپ فرماتے ہیں، مجھے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث مبارکہ اسی طرح پہنچتی ہیں جس طرح تمہیں پہنچتی ہیں مگر میں اپنے اوپر ان کا دروازہ کھول کر یہ پسند نہیں کرتا کہ لوگ مجھے مفتی، محدث یا قاضی خیال کرنے لگیں مجھے خود اپنے تزکیۂ نفس کے بہت سے کام ہیں اس لیے میرے پاس ایسی باتوں کے لیے وقت نہیں مجھے شہرت سے نفرت اور عزلت بے حد پسند ہے میرے نزدیک مسند علم پر بیٹھنا شہرت میں پڑنے اور عزلت سے محروم رہنے کا سبب ہے۔

تذکرہ نگار تحریر کرتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاید تمام عمر

گوشۂ گمنامی میں ہی رہتے اگر ان سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات نہ ہوتی۔ دنیائے اسلام میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک نادیدنی عاشق کی حیثیت سے متعارف کرانے کا صرف یہی ایک واقعہ ہی مسبب ہوا ہے اور یہی واقعہ آپ کی شہرت کا باعث بنا اس کے علاوہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بزرگ حضرت حرم بن حیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی جانتے تھے۔

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بزرگانِ طریقت ہو گزرتے ہیں۔ اپنے دور کے بلند پایہ بزرگ ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل کیا اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔ حضرت ہرم بن حیان کی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کا واقعہ اس طرح سے ہے کہ آپ نے جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ حدیث پاک سُنی کہ:

> ''حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، میری اُمت میں ایک شخص ہوگا جس کو لوگ اویس قرنی (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کہتے ہیں اس کی شفاعت کی بدولت میری اُمت قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کے برابر تعداد میں بخشی جائے گی''۔ (ابن عباس)

تو حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاعت کا مقام معلوم ہوا اور آپ کو شدید خواہش پیدا ہوئی کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے فیض یاب ہوا جائے اور خود پہنچ کر یہ بھی دیکھا جائے کہ قبیلہ مضر اور قبیلہ ربیعہ کی بھیڑ بکریوں کی تعداد کتنی ہے۔ کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ اس غرض سے حضرت ہرم بن حیان نے رختِ سفر باندھا اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے ارادہ سے قرن پہنچے مگر اُس وقت حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرن میں موجود نہ تھے بلکہ کسی اور شہر میں قیام پذیر تھے۔ چنانچہ یہ نا اُمید ہو کر واپس مکہ مکرمہ آ گئے۔

پھر کچھ مدت بعد یہ نا اُمید ہو کر واپس اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں مقیم ہیں۔ اس پر حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ تشریف لے گئے مگر وہاں پر بھی آپ کو زیارت نصیب نہ ہوئی کیوں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ سے تشریف لے جا چکے تھے۔ حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافی مدت تک کوفہ میں قیام پذیر رہے مگر آپ کی ملاقات نہ ہوئی اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا شوق پورا نہ ہو سکا۔ بالآخر ایک مدت تک کوفہ میں قیام کرنے کے بعد بصرہ کی راہ لی اور بصرہ کی طرف چل پڑے کیوں کہ کہیں سے یہ خبر ملی تھی کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بصرہ میں دیکھا گیا ہے۔ چنانچہ اس اطلاع پر بصرہ کی جانب رختِ سفر باندھا راستے میں لوگوں سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھتے جاتے تھے چند لوگوں نے بتایا کہ وہ دریائے فرات کے کنارے بیٹھے ہیں۔ چنانچہ حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریائے فرات پر پہنچے تو دیکھا دریائے فرات کے کنارے بیٹھے وضو فرما رہے ہیں اور آپ کے جسمِ مبارک پر خرقہ ہے۔

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوراً پہچان لیا۔ وضو فرمانے کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بالوں میں کنگھی کی اور بالوں کو سنوارا پھر جب چلنے لگے تو حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سامنے کی طرف سے ہو کر سلام عرض کیا جواب میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ہرم بن حیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وعلیکم السلام۔

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ آپ نے مجھے کس طرح پہچان لیا؟ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''میری روح نے تمہاری روح کو پہچان لیا ہے''۔

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر دست بوسی کی آپ کی کمزوری کے باعث میرے دل پر رقت طاری ہوگئی اور مجھے اس قدر

خیال آیا کہ میں رونے لگا، حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے تسلی دی اور فرمایا اے ہرم! اللہ تعالیٰ تجھے زندگی دے، تم یہاں پر کیسے آئے ہو اور مجھے کیسے پہچانا ہے؟ میں نے کہا جس طرح آپ نے مجھے پہچانا ہے دراصل میری روح نے آپ کو پہچان لیا ہے کیوں کہ دونوں کی روحوں کو ایک دوسرے سے آشنائی ہوتی ہے۔ پھر میں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں کچھ دیر آپ کی صحبت میں گزاروں۔ آپ نے فرمایا، جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سائے میں رہو۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد مجھے رخصت فرما دیا۔ اس دوران میرے ساتھ جو گفتگو فرمائی اس میں حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں زیادہ باتیں تھیں۔ اس دوران حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ حدیث مبارکہ سنائی اور فرمایا کہ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

> ”بے شک اعمال کی جزا نیتوں پر ہے اور ہر ایک شخص کے لیے وہی بدلہ ہے جو اس کی نیت ہو تو جس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی طرف ہو گی اور جس نے دنیا کے حصول کی خاطر ہجرت کی یا کسی عورت کے لیے کہ اس سے نکاح کر لے تو اس کی ہجرت اُسی کی طرف ہو گی جس نیت سے ہجرت کی“۔

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا، اے ہرم! اپنے دل کی نگرانی ہر قسم کے اندیشہ غیر سے رکھ“۔ یعنی اپنے دل کی حفاظت کا پورا پورا خیال رکھ اور اس میں کسی غیر اللہ کو جگہ نہ دے مقصد یہ کہ اپنے دل کو حق کے تابع کرے اور اپنی خواہشات کو اپنے دل کا فرمانبردار بنا لے خواہشات کا غلبہ دل پر نہ ہو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی ملاقات کے دوران حضرت ہرم

بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ مجھے کہاں جانے کا حکم دیتے ہیں کہ میں اس طرف کو جاؤں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک شام کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کہ وہاں پر گزر بسر کیسے ہوگی؟ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

> ''ہلاک ہو جائیں وہ دل جن میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد نہیں ہے اور وہ شک میں پڑ گئے ہیں ایسے دلوں کو نصیحت کوئی فائدہ نہیں دیتی ہے''۔

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، میں تو آسودگی حاصل کرنے کی غرض سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ چنانچہ فرمایا:

> ''کوئی شخص آج تک ایسا تو نہ دیکھا تھا کہ جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہو اور اس کے باوجود آسودگی کسی انسان میں تلاش کر رہا ہو''۔

حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ یا حضرت! آپ مجھے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی حدیث پاک سنائیں تاکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے سُن کر میں اسے یاد کر لوں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل نہیں کیا اور نہ ہی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت مبارک میں بیٹھا ہوں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ میں نے حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے والوں کو دیکھا ہے اور مجھے بھی تم لوگوں کی طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث مبارک پہنچی ہیں مگر میں اس کام کا متحمل نہیں ہوں کہ میں محدث یا قاضی بنوں۔ میں تو اپنے کام پورے نہیں کر سکتا دوسروں کو کیا نصیحت کروں۔

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات سن کر عرض کی، تو پھر قرآن مجید کی چند آیات مبارکہ ہی تلاوت فرما دیجئے کہ

میں اس بات کی بھی شدید خواہش رکھتا ہوں کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زبان اطہر سے قرآن پاک سنوں۔ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالےٰ کے لیے دوست رکھتا ہوں۔ میرے حق میں دُعا بھی فرمایئے اور مجھے کوئی نصیحت بھی فرمایئے تا کہ میں آپ کی نصیحت کو ہمیشہ یاد رکھوں۔

فرماتے ہیں کہ میری بات سن کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور پڑھا:

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم.

یہ پڑھتے ہی چیخ ماری اور رونے لگے پھر فرمایا:

> ''میرے پروردگار کا ذکر بلند ہے اس کا فرمان سب سے زیادہ برحق ہے سب سے زیادہ سچی بات اس کی ہے اور سب سے زیادہ اچھا کلام اس کا ہے''۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (سورہ الدخان کی آیات ۳۸ تا ۴۲) **ما خلقنا السموات والارض** سے **ھو العزیز الرحیم** تک تلاوت فرمائیں (جن کا ترجمہ یہ ہے):

> ''اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اس کو اس طور پر نہیں بنایا ہے کہ ہم فعل عبث کرنے والے ہیں (بلکہ) ہم نے ان دونوں کو کسی حکمت ہی سے بنایا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ بے شک فیصلہ کا دن (یعنی قیامت کا دن) ان سب کا وقت مقرر ہے۔ جس دن کوئی علاقہ والا کسی علاقہ والے کے ذرا کام نہ آئے گا اور نہ ان کی کچھ حمایت کی جائے گی۔ ہاں مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے وہ (اللہ تعالےٰ) زبردست ہے مہربان ہے''۔

یہ آیات مبارکہ تلاوت فرمانے کے بعد چیخ ماری اور ایسی خاموشی اختیار کی کہ مجھے خیال ہوا کہ بے ہوش ہو گئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد میری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد

maktabah.com

فرمایا:

> ''اے ہرم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب سونے لگو تو موت کو اپنے سرہانے کے نیچے خیال کرو اور جب جاگو تو اپنے سامنے کھڑی پاؤ تم جانتے ہو تمہارے باپ کا انتقال ہو چکا ان کے لیے جنت ہے یا جہنم۔ اے ابن حیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آدم علیہ السلام انتقال کر گئے۔ حوا سلام اللہ علیہا انتقال کر گئیں۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام انتقال کر گئے اور میرے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی وصال فرما گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور آج میرے بھائی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وصال فرما گئے''۔

یہ کہہ کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک زوردار نعرہ لگایا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں رحمت کی دعا کی۔ حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت کا واقعہ ہے اور اُس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقید حیات تھے اس لیے میں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی، اللہ تعالےٰ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے کیا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا ہے؟ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے اور تم اگر میری بات کو سمجھو تو ہمارا تمہارا شمار مردوں میں ہی ہے ہونے والی بات تو ہو چکی ہے۔

اس کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پاک بھیجا اور چند دعائیں پڑھنے کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا، اے ہرم بن حیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالےٰ کی پاک کتاب، نیکوں کے راستے پر چلنا اور رب تعالےٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود وسلام پڑھنا یہ میری وصیت ہے۔ میں

نے اپنی موت کی خبر دی اور تمہاری موت کی خبر دی موت کو ہر وقت یاد رکھنا اور کسی بھی لمحہ اسے نہ بھولنا واپس جا کر اپنی قوم کو ڈرانا اور اپنے ساتھیوں کو نصیحت کرنا اور اپنے نفس کے لیے جدوجہد کرنا اور ہرگز جماعت کا ساتھ نہ چھوڑنا کہیں ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں تمہارا دین تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اور روزِ جزاء تمہیں جہنم کی آگ کا سامنا کرنا پڑ جائے۔

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد مزید ارشاد فرمایا، اے اللہ! اس آدمی کا کہنا ہے کہ یہ مجھ سے تیرے لیے محبت کرتا ہے اور اس نے مجھ سے ملاقات بھی تیرے ہی لیے کی ہے۔ پس اے باری تعالیٰ! اس کا چہرہ مجھے جنت میں بھی دکھانا اور اپنے سلامتی کے گھر میں اس سے ملاقات کا مجھے موقع بھی عطا کرنا۔ اس فانی دنیا میں یہ جہاں کہیں بھی رہے اس کی حفاظت فرمانا اس کے روزگار کو اس کے ہاتھ میں رہنے دینا اور اس کو تھوڑی دنیا پر آسودگی عطا کرنا اور اے باری تعالیٰ! تو نے اسے دنیا سے جو حصہ دیا ہے اس کے لیے اس میں آسانی فرمانا اور اپنی عنایات اور نعمتوں کا اسے شکر گزار بنانا اور اسے اچھا بدلہ عطا فرمانا۔

میرے حق میں یہ دعائیں کرنے کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری طرف متوجہ ہوئے اور خطاب فرمایا، اے ہرم بن حیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں اب تمہیں رب تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ اللہ حافظ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آج کے بعد میں تمہیں پھر نہ دیکھوں شہرت کو میں پسند نہیں کرتا۔ تنہائی اور خلوت نشینی کو عزیز رکھتا ہوں۔ دنیا میں جب تک لوگوں کے درمیان زندہ رہوں گا بہت ہی رنج والم کے ساتھ رہوں گا اس لیے تم آئندہ میری تلاش نہ کرنا ہاں یہ بات ضرور ہے کہ میرے دل میں تمہاری یاد موجود رہے گی اس کے بعد نہ تم مجھے دیکھ سکو گے اور نہ میں تمہیں دیکھ سکوں گا۔ میری یاد اپنے دل میں رکھنا اور میرے حق میں دعائے خیر بھی کرتے رہنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں بھی تم کو یاد رکھوں گا اور تمہارے حق میں دعائے خیر کرتا رہوں گا۔

اتنا فرمانے کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک طرف کو چل دیئے

میں بھی ہمراہ ہو گیا کہ شاید چند لمحے ان کی صحبت کے مزید حاصل ہو جائیں مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو پسند نہ فرمایا بالآخر آنکھوں میں آنسو لیے ہوئے ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کرنے کی کافی کوشش کی لیکن کسی سے بھی آپ کے بارے میں کوئی اطلاع نہ ملی۔ باری تعالیٰ ان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ ان پر اپنا فضل و کرم نازل فرمائے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اس ملاقات کے بعد کوئی ہفتہ ایسا نہ گزرتا تھا کہ جس میں مجھے ایک دو مرتبہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت نہ ہوتی۔ حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو مجھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر کی تصدیق ہو گئی۔

* * *

حضرت اسیر بن جابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خصوصی طور پر ملاقات کی کوشش کرنے والوں میں اور آپ کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے والوں میں، حضرت اسیر بن جابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شامل تھے اپنی اس ملاقات کے حوالے سے حضرت اسیر بن جابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک ساتھی مجھے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اُس وقت حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے میں مشغول تھے۔ نماز کی ادائیگی کے بعد انہوں نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ، آپ لوگوں کا بھی میرے ساتھ عجیب معاملہ ہے میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ آپ لوگ کیوں میرے پیچھے سائے کی طرح لگے رہتے ہیں حالانکہ میں ایک بوڑھا انسان ہوں میری بہت سی ضروریات ہیں جو میں آپ لوگوں کی وجہ سے پوری نہیں کرسکتا آپ لوگ ایسا نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ اگر کسی کو مجھ سے بہت ہی ضروری ملنا ہو تو وہ عشاء کے بعد آیا کرے۔

اس روایت سے بخوبی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی اپنے معاملے میں دخل اندازی کو پسند نہیں فرماتے تھے اور لوگوں سے مِلنا جُلنا عبادتِ الٰہی میں خلل و تعطل کا باعث سمجھتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ کبھی ایک جگہ پر ٹھہر کر زیادہ عرصہ قیام نہ فرماتے تھے اور لوگوں سے چھپنے اور ان سے دُور رہنے کی غرض سے ویرانوں کی طرف نکل جایا کرتے تھے اس کے باوجود لوگ آپ کو تلاش کرتے ہوئے آپ تک پہنچ جایا

کرتے تھے آپ عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد چند لمحے ملاقات کے لیے آنے والوں کو دیتے تھے اور مختصر اور جامع گفتگو کے بعد ان کو رخصت کر دیتے تھے۔ حضرت اسیر بن جابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں تین طرح کے لوگ آتے تھے۔ سمجھدار مسلمان، بے سمجھ مسلمان اور منافق۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خصوصی فضل وکرم نازل کر رکھا تھا اور آپ کو آنے والوں کے دلی حالات سے مکمل طور پر آگاہی حاصل ہو جایا کرتی تھی آپ ہر آنے والے کو دیکھ کر اس کے قلبی حالات کو سمجھ جاتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

> ''سمجھدار مومن نا سمجھ مومن اور منافق۔ ان تینوں کی مثال درخت اور بارش کی طرح ہے۔ سر سبز و شاداب اور پھلدار درخت پر اگر پانی برستا ہے تو اس کی تراوٹ و شادابی اور حسن وخوبی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور اگر شاداب لیکن بے پھل درخت پر برستا ہے تو اس کے پتوں میں ہریالی پیدا ہوتی ہے اور وہ پھل دینے لگتا ہے اور اگر خشک گھاس اور کمزور شاخ پر برستا ہے تو اسے توڑ پھوڑ ڈالتا ہے''۔

حضرت اسیر بن جابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مثال کو بیان کرنے کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ بنی اسرائیل کی یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

> **و ننزل من القران ما هو شفا و رحمه للمومنین و لا یزید الظلمین الا خسارا.**

> **ترجمہ:** ''اور ہم قرآن سے وہ کچھ اتارتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے اور ظالموں کو یہ صرف نقصان میں پڑتا ہے''۔

حضرت اسیر بن جابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کاملہ سے کچھ دیر تک فیض حاصل کرنے کے بعد واپس آ گئے۔ ان کے دل میں حضرت

اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ملاقات کا شوق گاہے بگاہے غلبہ حاصل کرتا رہتا تھا اور یہ اپنے اس شوق کو پورا کرنے کی خاطر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کر کے زیارت وملاقات کی سعادت حاصل کرلیا کرتے تھے۔

* * *

ذکرِ الٰہی سے رغبت

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ تر وقت ذکرِ الٰہی میں گزارتے تھے آپ کو ذکرِ الٰہی سے خاص اُنس ورغبت تھی آپ کی طبیعت کا میلان ورجحان اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف بہت زیادہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خصوصی فضل وکرم تھا کہ اُس ذاتِ برحق نے آپ کو اپنا ذکر کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی تھی اس بہترین اور بارگاہِ الٰہی کے پسندیدہ عمل یعنی ذکرِ الٰہی کے کرنے میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات ودن کی پرواہ نہ کرتے تھے نماز پنجگانہ اور سنت ونوافل کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نہایت ذوق وشوق کے ساتھ ذکرِ الٰہی کرتے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھنے میں خوشی وطمانیت محسوس کرتے۔ پروردگارِ عالم کے ذکر کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہترین عمل قرار دیا ہے چنانچہ ایک حدیث پاک میں آتا ہے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

> ''کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سے بہترین عمل کی خبر نہ دوں؟ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب اعمال سے پاکیزہ، سب اعمال میں بلند مرتبہ، سونے چاندی کی بخشش سے بہتر، دشمنوں سے تمہارے اس جہاد سے، جس میں تم انہیں قتل کرو وہ تمہیں شہید کر دیں افضل واعلیٰ ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ کون سا عمل ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، دائمی ذکرِ الٰہی''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہائی میں بھی ذکرِ الٰہی کرتے تھے اور ذکر اذکار کے حلقے میں بھی شامل ہو کر ذکرِ الٰہی کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ جن دنوں آپ کا

قیام عراق کے شہر کوفہ میں تھا آپ اکثر و بیشتر سالکین کے ساتھ مل کر حلقہ ذکر میں شرکت فرماتے تھے اور اپنے قلب کو سکون کی دولت سے مالا مال کرتے۔ مل کر ذکرِ الٰہی کرنے والوں کی فضیلت کے ضمن میں احادیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے چنانچہ اسی حوالے سے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

> ”اللہ تعالیٰ کے نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ ایسے سیاح فرشتوں کو پیدا فرمایا جو زمین میں سرگرمِ سفر رہتے ہیں جب وہ کسی جماعت کو ذکرِ (الٰہی) میں مشغول پاتے ہیں تو دوسروں سے کہتے ہیں کہ ادھر اپنی مطلوبہ چیز کی طرف آؤ، لہٰذا وہ سب فرشتے جمع ہو جاتے ہیں اور انہیں آسمان تک گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کیا کر رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں، اے اللہ! وہ تیری حمد، تیری بزرگی اور تیری تسبیح بیان کر رہے تھے، پروردگار عالم فرماتا ہے، کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی، فرشتے عرض کرتے ہیں، اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو اس سے بھی زیادہ تیری تسبیح و تحمید کریں۔ پروردگار فرماتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں۔ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے، کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ جہنم کو دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ جہنم کو دیکھ لیں تو اس سے اور زیادہ بھاگیں اور نفرت کریں۔ پروردگارِ عالم فرماتا ہے وہ کیا چیز مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ جنت کا سوال کر رہے تھے، رب تعالیٰ فرماتا ہے، کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی؟ فرشتے کہتے

ہیں وہ اسے اور زیادہ چاہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں ان میں فلاں بن فلاں بھی تھا جو اپنی کسی ضرورت کے لیے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایسی جماعت ہے جس کا ہم مجلس وہم نشین بھی محروم نہیں رہتا''۔

کوفہ شہر میں بہت سارے سالکین جمع ہو کر حلقۂ ذکر قائم کرتے تھے اور مل کر ذکر الٰہی کرتے تھے مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس حلقہ ذکر میں شرکت فرماتے تھے۔ آپ کے ایک ساتھی حضرت اسیر بن جابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم چند لوگ کوفہ میں ذکر وشغل کے حلقہ میں جمع ہوتے اس میں تلاوت قرآن حکیم ہوتی، نمازیں ادا کی جاتیں اور اوراد و وظائف پڑھے جاتے تھے اس حلقہ میں شامل لوگوں کے دلوں پر سب سے زیادہ اثر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر کا ہوتا۔ آپ اس قدر خشوع وخضوع اور محویت کے عالم میں ذکرِ الٰہی کرتے کہ حاضرین آپ کو دیکھ کر رشک کرتے۔

یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت کا واقعہ ہے کہ اُن دنوں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں ہی سکونت پذیر تھے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ پیغام بھیجا کہ، اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پسند فرمائیں تو میں کوفہ کے گورنر کو لکھوں کہ وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خصوصی خیال رکھے۔ اس کے جواب میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

> ''میں خصوصیت کے ساتھ زندگی گزارنا پسند نہیں کرتا۔ مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں ہے میں نے اپنا ہاتھ حاجت روا کے ہاتھ میں دے دیا ہوا ہے مجھے صرف ذکرِ الٰہی سے مقصد ہے اور وہ میں کر رہا ہوں''۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کو چھوڑ دیا اور کسی ایسے مقام کی طرف چلے گئے جہاں پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی پہچانتا نہ تھا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اور فاقہ کشی

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لیے کبھی بھی خصوصی طور پر کھانے کا اہتمام نہ فرماتے تھے اگر کچھ مل جاتا تو کھا لیتے کھجور کی گٹھلیاں بیچ کر ان سے افطار کے لیے چند کھجوریں خرید لیتے زیادہ تر فاقہ سے ہی رہتے تھے بھوکا رہنے کو پسند فرماتے تھے اور فرماتے کہ،

> ''اے اللہ! میں تیرے ہی لیے یہ تکالیف برداشت کرتا ہوں اور بھوکا رہتا ہوں''۔

پیٹ بھر کر کھانے والے پر شیطان آسانی سے اپنا غلبہ حاصل کر لیتا ہے اور بندے کو نماز و ذکرِ الٰہی سے غافل کرنے کے لیے اپنا وار کرتا ہے اور ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے شیطان لعین کو دیکھا جو کہ بہت سے پھندے اُٹھائے ہوئے تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا یہ کیا ہیں؟ شیطان لعین نے جواب دیا، یہ وہ پھندے ہیں جن سے میں انسان کو پھانستا ہوں۔ آپ نے پوچھا، تُو نے کبھی مجھ پر بھی پھندا ڈالا ہے؟ شیطان نے کہا، آپ جب بھی سیر ہو کر کھا لیتے ہیں میں آپ کو ذکر و نماز سے سُست کر دیتا ہوں۔ آپ نے پوچھا، اور کچھ؟ شیطان نے جواب دیا، بس۔ اس پر آپ نے قسم کھائی کہ میں آئندہ کبھی سیر ہو کر نہیں کھاؤں گا۔ شیطان بھی قسم کھائی کہ آئندہ میں بھی کبھی کسی مسلمان کو نصیحت نہیں کروں گا۔

معلوم ہوا کہ پیٹ بھر کر کھانے والے کو اپنے دام میں پھنسانے کے لیے شیطان لعین کو زیادہ محنت نہیں کرنا پڑتی اس کے برعکس بھوک اور فاقہ کشی کو اپنا شعار بنا لینے سے عبادت الٰہی میں ایک خاص ذوق پیدا ہوتا ہے اور عبادت میں مزہ آتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ تر بھوکے رہنے کو ترجیح دیتے تھے اور کھانے پینے کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دیتے تھے۔

بھوک کی فضیلت کے حوالے سے حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بھوک کی بہت زیادہ فضیلت ہے کیوں کہ بھوکے کا قلب بہت ذکی ہوتا ہے اور مزاج مہذب ہوتا ہے تندرستی بہت ہوتی ہے اور جو کم کھاتا پیتا ہے وہ اپنے آپ کو عبادت و ریاضت میں سب سے زیادہ مشغول کر لیتا ہے یہ اس لیے ہے کہ بھوک نفس میں خضوع پیدا کرتی ہے اور دل میں عجز و انکساری کو بڑھاتی ہے۔ بھوکے انسان کا جسم کمزور ہو جاتا ہے مگر دل میں عجز و نیازمندی پیدا ہو جاتی ہے کیوں کہ قوتِ نفسانی بھوک سے ہی مٹتی ہے۔ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ:

> ''اپنے پیٹ بھوکے رکھو اور جگر پیاسے اور جسم لاغر شاید تم پروردگار عالم کا جمال قلبی نگاہوں سے مشاہدہ کر لو''۔

یہ درست ہے کہ بھوک سے جسم تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے لیکن قلب روشن ہو جاتا ہے اور دماغ میں حق کو دیکھنے کا عشق و جنون پیدا ہو جاتا ہے۔ جب سر میں عشق و جنون سما جائے اور جان میں صفائی آ جائے، قلب روشن ہو جائے تو پھر اگر تن تنہا قلب میں پڑے تو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ بھوکا رہنے سے باطن آباد ہوتا ہے اور پیٹ بھر کر کھانے سے پیٹ کا اندرونی خلا آباد ہوتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ جو بھوک سے بے چین ہو وہ بھوکا نہیں ہوتا کیوں کہ کھانے کا طالب یا خوراک ہوتا ہے اور جسے بھوک کا درجہ حاصل ہوتا ہے وہ طعام کو ترک کرنے والا ہوتا ہے وہ کھانے سے رُکا ہوا نہیں ہوتا۔ جو کھانا موجود ہوتے ہوئے نہ کھائے اور بھوک

برداشت کرے وہ بھوکا نہیں اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شیطان کو بند کرنا اور نفسانی خواہشات کو روکنا بھوکا رہنے کے بغیر ممکن نہیں۔

معلوم ہوا کہ شیطان کا ایک راست انسان کا پیٹ بھرا ہوتا ہے اگرچہ وہ رزق حلال سے ہی بھرا گیا ہو کیوں کہ پیٹ کا بھر جانا شہوتوں کو برانگیختہ کرتا ہے اور یہی شیطان لعین کا ہتھیار ہے۔

بلاشبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد پر کماحقہ عمل پیرا تھے کہ:

> ''اپنے پیٹ بھوکے رکھو اور لالچ چھوڑ دو، بدن ننگے کرو اور امیدیں کم کر دو اور اپنے جگر پیاسے رکھو، دنیا کو ترک کر دو تو قریب ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو قلب کی نگاہوں سے دیکھ لو''۔

◆

حق بات کی تلقین

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پاس آنے والے لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعلیم دینے میں ہرگز کوتاہی نہ کرتے تھے اور انہیں اس بارے میں وعظ و نصیحت کرتے رہتے تھے آپ نے اچھی اور حق بات کہنے کا وطیرہ بنا رکھا تھا۔ اچھی بات کہنے اور برائیوں سے روکنے کے ضمن میں بہت سی احادیث مبارکہ میں بھی بیان کیا گیا ہے اور اس حوالے سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان پر عمل پیرا ہوتے تھے۔

ایک حدیث پاک میں آتا ہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا کہ مشرکین سے لڑنے کے علاوہ کوئی اور بھی جہاد ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ہاں اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ کی زمین پر ایسے مجاہدین رہتے ہیں جو شہداء سے افضل ہیں، زمین پر چلتے پھرتے ہیں، رزق پاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ملائکہ میں ان پر فخر فرماتا ہے ان کے لیے جنت سنواری جاتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ نیکی کا حکم کرنے والے برائیوں سے روکنے والے، اللہ تعالیٰ کے لیے دشمنی اور اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے والے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا، مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، ایسا شخص جنت میں تمام بالا خانوں سے اوپر یہاں تک کہ شہداء کے بالا خانوں سے بھی اوپر ایک بالا خانے میں ہوگا جس کے یاقوت اور سبز

زمرد کے تین سو دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ نور سے معمور ہوگا اور وہاں پر تین سو پاکدامن حوروں سے اس کی شادی کی جائے گی جب وہ کسی ایک حور کی طرف متوجہ ہوگا وہ کہے گی تمہیں وہ دن یاد ہے جب تم نے نیکی کا حکم دیا تھا اور بُرائی سے روکا تھا؟ دوسری کہے گی آپ کو وہ جگہ یاد ہے جہاں آپ نے نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کیا تھا؟

اسی طرح ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا ہمیں نیکی کا اُس وقت حکم کرنا چاہیے جب ہم مکمل طور پر نیکیوں پر عمل کریں اور برائیوں سے اس وقت روکنا چاہیے جب ہم مکمل طور پر برائیوں سے کنارہ کش ہو جائیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تم نیکیوں کا حکم دیتے رہو اگرچہ تم مکمل طور پر عمل نہ کر سکو تم برائیوں سے روکتے رہو اگرچہ تم تمام وکمال اس سے کنارہ کش نہ ہو سکتے ہو۔

ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں بخوبی طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کہنے والے کی کس قدر فضیلت و مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں موجود ہے اور پھر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اس عمل کو کرنے کا حکم دیا ہے اور اس بارے میں مسلمانوں کو تاکید فرمائی ہے۔

اگرچہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا زیادہ تر وقت ذکرِ الٰہی میں بسر ہوتا تھا مگر جب بھی کوئی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لیے آتا تو اُسے حق پر قائم رہنے کی تلقین فرماتے۔ بُرائیوں سے بچنے اور نیکیوں کے کرنے کی نصیحت فرماتے حق گوئی میں ایسی شہرت رکھتے تھے کہ بعض اوقات مخالفین کی شدید مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑتا تھا مگر اس کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق گوئی پر ڈٹے رہتے۔ کتب میں حضرت ابوالاحوص رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک ساتھی کا کہنا ہے کہ قبیلہ مراد کا ایک شخص حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کرنے کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا حال احوال پوچھا۔ آپ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ اُس نے پوچھا کہ دنیا کا آپ کے ساتھ سلوک کیسا ہے؟ ارشاد فرمایا، یہ سوال اُس آدمی سے کرتے ہو جس کو شام کے بعد صبح تک اور صبح کے بعد شام تک زندہ رہنے کا بھروسہ نہیں، اے میرے قبیلہ کے بھائی! باری تعالیٰ کے کاموں میں مسلمان کے فرض کی ادائیگی نے اس کا کوئی رفیق باقی نہیں رہنے دیا۔ اللہ کی قسم! ہم چونکہ لوگوں کو نیک کام کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور بُرے کاموں سے روکتے ہیں اس لیے انہوں نے ہمیں اپنا دشمن جان لیا ہے اور ان کو اس کام میں بُرے مددگار بھی مل گئے ہیں جو ہم پر تہمتیں لگاتے ہیں مگر اللہ کی قسم! ان کا برتاؤ مجھے حق کی تلقین کرنے سے باز نہیں رکھ سکتا۔

* * *

شہرت اور ریاکاری سے اجتناب

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکروہات دنیا سے الگ تھلگ رہنا اور گوشہ نشین ہونا پسند فرماتے تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ اہل دنیا ان کے مقام ومنصب ومرتبہ سے آگاہ ہو اسی لیے آپ اپنے حالات کو مخفی رکھنے کے لیے اہل دنیا کی نظروں سے چھپتے پھرتے اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے آپ نے کچھ اس طرح سے اپنی زندگی بسر کی کہ جس سے لوگوں میں آپ کی شہرت نہ ہونے پائے۔ بلاشبہ آپ کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا موقع نہیں ملا مگر آپ نے حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں کو دیکھا ہے اس لیے آپ کا درجہ صحابہ کی بجائے تابعین میں شمار ہوتا ہے اور تابعین کی صف میں بھی آپ کو ایک منفرد اور نمایاں مقام حاصل ہے تاہم جملہ کمالات و فضائل کے باوجود اپنے زمانے کے علمائے اسلام میں آپ کا اسمِ مبارک کہیں سننے میں نہیں آیا حتیٰ کہ آپ سے کوئی روایت تک مروی نہیں مگر اس سے یہ خیال کرنا درست نہیں کہ آپ علوم ظاہری میں ایک جامع شخصیت کے حامل نہ تھے بلکہ اصل بات یہ تھی کہ آپ نے اپنے آپ کو ریاضیات ومجاہدات اور تزکیہ روح میں اس قدر مصروف ومشغول کر رکھا تھا کہ اس بات کی فرصت ہی نہیں تھی کہ گوشۂ تنہائی سے نکل کر لوگوں کے سامنے آتے اور درس وتدریس کے لیے مسندِ علم پر تشریف فرما ہوتے علاوہ ازیں طبعاً شہرت اور نام ونمود کو پسند نہیں کرتے تھے۔

ریاکاری سے بھی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شدید نفرت تھی اسی لیے لوگوں سے چھپ کر گوشۂ تنہائی میں عبادت کیا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے ایسے برگزیدہ بندوں کو پسند فرمایا ہے جو ریاکاری سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں اور متقی و پرہیزگار ہیں چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

> ''ریا کا ادنیٰ درجہ بھی شرک ہے۔ اور تمام بندوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ زیادہ محبوب ہیں جو پرہیزگار ہیں جو چھپے ہوئے ہیں اگر وہ غائب ہوں تو کوئی انہیں تلاش نہ کرے اور گواہی دیں تو پہچانے نہ جائیں وہ لوگ ہدایت کے کام اور علم کے چراغ ہیں''۔ (طبرانی)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری زندگی اپنے آپ کو ریاکاری سے دور رکھا اور شہرت کو ناپسند کیا لوگوں سے میل ملاقات سے اجتناب کیا اور اس ضمن میں خصوصی طور پر اپنے کردار و عمل سے اس بات کو ثابت کیا حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ریاکاری کی مذمت فرمائی ہے ایک حدیث پاک میں آتا ہے حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

> ''جس چیز کا تم پر زیادہ خوف ہے وہ شرکِ اصغر ہے لوگوں نے عرض کیا، شرک اصغر کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ریا ہے۔ جس دن بندوں کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا ریا کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان کے پاس جاؤ جن کے دکھاوے کے لیے کام کرتے تھے جا کر دیکھو کہ وہاں تمہیں کوئی بدلہ اور بھلائی ملتی ہے۔

(بیہقی)

شہرت اور نام و نمود سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دور بھاگتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلہ کے کچھ اشراف حج کرنے کے لیے آئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم لوگوں نے اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کس حال میں چھوڑا۔ لوگوں نے کہا، ہم نے ان کو نہایت شکستہ حالت میں بہت مفلسی کی حالت میں چھوڑا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالے عنہ کے متعلق حدیث پاک بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اب ان کے پاس جانا تو اپنے لیے ان سے استغفار کرانا۔ چنانچہ جب وہ لوگ لوٹ کر واپس گئے تو انہوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے لیے استغفار کی درخواست کی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم ابھی حج کر کے آ رہے ہو۔ تم میرے لیے استغفار کرو۔ جب ان لوگوں نے زیادہ اصرار کیا تو انہوں نے کہا، معلوم ہوتا ہے کہ تم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر آئے ہو اور ان لوگوں کے لیے استغفار کیا مگر یہ خیال ان کو ہوا کہ اب میری شہرت ہو گئی اور کہیں چل دیئے۔ اس کے بعد پھر پتہ نہ ملا۔

بلاشبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہِ رسالت سے خیر التابعین کا لقب عطا ہوا تھا اور آپ بلند مرتبہ و شان رکھنے والے بزرگ تھے آپ کی گوشہ نشینی اور مستور الحال رہنے کے باعث لوگ آپ کے مقام و مرتبہ کے مطابق آپ کو پہچان نہ سکے اور جب لوگوں کو آپ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں پتہ چلا تو اس وقت آپ نے اپنی شہرت ہونے کے ڈر سے اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل کر دیا۔

* * *

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے

سنہری اقوال

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی فقر کا اعلیٰ ترین نمونہ تھی آپ رب تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے اور رضائے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جستجو کرنے میں پیش پیش رہتے تھے آپ کی صحبتِ کاملہ میں جس نے بھی حاضری کا شرف حاصل کیا اُسے وعظ و نصیحت کے انمول موتیوں سے نوازا ہمیشہ اسلام کے سنہری اُصولوں پر عمل پیرا ہونے کی تعلیم و ترغیب دی چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

اگر تو اللہ تعالےٰ کی اتنی عبادت کرے جتنی کہ زمین و آسمان کی تمام مخلوق تو بھی وہ تیری عبادت قبول نہیں کرے گا جب تک کہ تُو اس کی تصدیق نہ کرے۔ تصدیق سے مراد یہ ہے کہ تو اس کے مربی رازق اور کفیل ہونے پر مطمئن ہو جائے اور جسم کو اس کی بندگی کے لیے فارغ کر دے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس ارشاد مبارک سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ آپ ہر معاملے میں اللہ تعالےٰ پر بھرپور انداز میں توکل کرتے تھے یعنی بندہ کا کام یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی بندگی کرے اور اس کے ساتھ جائز طریقے سے حلال رزق کی جستجو کرے۔ رب تعالےٰ پر توکل کرتے ہوئے اپنے تمام معاملات اُس پر چھوڑ دے اور اُس کی بندگی سے غافل نہ ہو اس لیے کہ ہر ایک کا رزق اللہ تعالےٰ نے مقرر کر رکھا ہے جو اُس کو مل کر رہے گا۔ جس کا توکل رب تعالےٰ پر ہو گا تو پھر اُس کو کسی چیز کی کمی نہ ہو

گی۔ وہ مطمئن اور اچھی زندگی بسر کرے گا (اللہ تعالیٰ بھی توکل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک کے چوتھے پارہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> ''پھر جب تو کام کا پختہ ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ پر توکل کر، بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔ (پارہ ۴، سورۃ ۳، آیت ۱۵۹)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا زیادہ تر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف کرتے تھے اور اسی قدر رزق کی جستجو کرتے جتنی کہ ضرورت ہوا کرتی۔ چونکہ رب تعالیٰ کے مربی رازق ہونے پر مطمئن اور راضی تھے اس لیے رزق کے معاملے میں اُسی پر توکل کرتے بلکہ اپنے تمام معاملات میں باری تعالیٰ ہی پر توکل اور عبادتِ الٰہی میں ہی مشغول رہتے تھے۔ آپ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حدیث مبارک کے مطابق اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کا بہترین نمونہ تھے۔ یہ حدیث پاک ترمذی شریف میں مذکور ہوئی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

> ''اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر ٹھیک طرح سے توکل کرو تو وہ تمہیں روزی دے گا جیسے کہ وہ چڑیوں کو روزی دیتا ہے کہ وہ صبح کو جب روزی کی تلاش میں گھونسلوں سے روانہ ہوتی ہیں تو ان کے پیٹ خالی ہوتے ہیں اور جب وہ شام کو اپنے گھونسلوں میں آتی ہیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوئے ہوتے ہیں''۔

ایک اور مقام پر حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

> ''ہلاک ہو جائیں وہ دل جن میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد نہیں ہے اور وہ شک میں پڑ گئے ہیں ایسے دلوں کو نصیحت کوئی فائدہ نہیں دیتی''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد مبارک سے یہ حقیقت آشکارہ ہوتی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ پر کس قدر توکل اور بھروسہ رکھتے تھے۔ ایسے لوگ جو رب تعالیٰ پر توکل کرنے کے معاملے میں تذبذب کا شکار ہوتے ہیں اور شک وشبہ میں مبتلا

رہتے ہیں وہ گویا باری تعالیٰ پر توکل کرتے ہی نہیں اُن کا یقین کامل نہیں ہوتا چونکہ اُن کو اس بارے میں شک ہوتا ہے یقین کی طاقت اُن کے پاس نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر کوئی ان کو نصیحت کرے بھی تو ان کو اس نصیحت کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل صرف اور صرف دل کے یقین کی قوت سے ہوتا ہے۔ جس سے وہ عاری ہوتے ہیں اُن کا اللہ تعالیٰ پر توکل نہیں رہتا ایسے ہی لوگوں کی دلی کیفیت کا تذکرہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ارشاد مبارک میں کیا ہے۔

* * *

تقویٰ و پرہیزگاری

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نہایت متقی اور پرہیز گار انسان تھے۔ تقویٰ کی دولت آپ کو اللہ تعالےٰ نے عطا کی ہوئی تھی۔ اپنی تمام زندگی ایک متقی انسان کی حیثیت سے بسر کی۔

چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے نسب چاہا تو وہ تقویٰ میں پایا''۔

یعنی اللہ تعالےٰ کی بارگاہِ اقدس میں اچھا مقام حاصل کرنے کے لیے تقویٰ کی صفت کو اپنانا بہت ضروری ہے اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرنا چاہیے کہ باری تعالےٰ بندے کو تقویٰ کی دولت سے مالا مال کرے اور اُس پر اپنا خاص فضل و کرم نازل فرمائے۔ ایک متقی انسان کی تعریف احادیث مبارکہ میں بھی بیان ہوئی ہے۔

چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

> ''کوئی شخص اللہ کے متقی بندوں کی فہرست میں نہیں آسکتا جب تک کہ گناہ میں پڑنے کے ڈر سے وہ چیز نہ چھوڑے جس میں کوئی گناہ نہیں ہے''۔

مقصد یہ ہے کہ ایک چیز جس کا کرنا جائز ہے اور جس کے کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے مگر اس کی سرحد گناہ سے ملی ہوئی ہے انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اگر میں اس جائز کی سرحد پر چلتا رہوں گا تو ہوسکتا ہے کہ قدم پھسل جائے اور میں گناہ میں گر پڑوں۔ اس ڈر سے وہ جائز چیز سے بھی فائدہ اٹھانا چھوڑ دیتا ہے۔ دل کی اسی حالت کو شریعت کی زبان میں تقویٰ کا نام دیا گیا ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قول سے بھی بخوبی طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ تقویٰ کا کس قدر خیال رکھا کرتے تھے اور ہر وہ کام کرنے کی کوشش کرتے کہ جس سے تقویٰ کا عنصر اُجاگر ہوتا۔ آپ کے قول سے ہم سب کو یہ سبق ملتا ہے کہ باری تعالےٰ کی بارگاہ میں بلند مرتبہ کے حصول کے لیے تقویٰ کو اختیار کرنا اللہ تعالےٰ کے نزدیک پسندیدہ فعل ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقویٰ و پرہیز گاری کے بارے میں بات کرتے ہوئے آپ کے حلقہ ذکر کے ایک رفیق اسیر بن جابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جنہیں عباداتِ الٰہی سے غیر معمولی شغف رہتا ہے جب کوفہ میں ذکرِ الٰہی کے ایک حلقہ میں اکٹھے ہوتے اور سب مل کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوتے تو ہمارے ساتھ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شریک ہو جاتے اس حلقہ ذکر و شغل میں عام طور پر قرآن مجید کی تلاوت اور نماز ہوتی تھی ایک مرتبہ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حلقہ ذکر میں شریک نہ ہوئے تو اصحاب حلقہ نے آپ کی کمی کو شدت سے محسوس کیا۔ حضرت اسیر بن جابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس خیال سے کہ کہیں آپ بیمار نہ ہو گئے ہوں آپ کے گھر پہنچے اور کہا، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے ہمیں کیوں چھوڑ دیا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے ابن جابر! اللہ تعالیٰ تمہیں خوش رکھے میرے پاس چادر نہیں تھی اس لیے میں حلقہ ذکر میں شریک نہ ہو سکا۔ یہ سُن کر حضرت اسیر بن جابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی چادر ان کی خدمت میں پیش کر دی مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ لوگ مجھے دیکھیں گے تو کیا کہیں گے وہ غالباً یہ خیال کریں گے کہ اس ریاکار کو دیکھو کہ ایک آدمی کے ساتھ لگ کر کیسے طریقے اور دھوکے سے اس کی چادر اس سے اڑا لی۔ حضرت اسیر بن جابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت زیادہ اصرار کیا تو تب مجبوراً ان سے چادر لے کر اوڑھ لی اور پھر وہی ہوا جس خدشہ کا اظہار آپ نے چادر قبول کرنے سے پہلے فرمایا تھا آپ چادر اوڑھ کر حلقہ ذکر میں شریک ہونے کے لیے نکلے جیسے ہی ایک مجمع

کے سامنے سے گزرے تو آپ کو دیکھ کر لوگ آپس میں کہنے لگے کہ ذرا دیکھنا اس ریا کار کو یہ ایک شخص کے ساتھ ایسا چمٹا رہا حتیٰ کہ اسے دھوکہ دے کر اس سے اس کی چادر ہتھیا لی۔ ظاہرین جو کہ حقیقت شناس نہ تھے وہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقام و مرتبہ کو نہیں جانتے تھے وہ آپ کی حالت دیکھ کر بجائے مجذوب خیال کرنے کے آپ کو ریا کار خیال کرتے تھے اسی لیے ان لوگوں نے جب آپ کو چادر اوڑھے ہوئے حضرت اسیر بن جابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تو آپ پر آوازے کسے اور آپ کے اس طرزِ عمل کو ریا کاری پر محمول کیا۔

حضرت اسیر بن جابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب لوگوں کی یہ بات سُنی تو خاموش نہ رہ سکے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر بولے، اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے جو ایسے الزام لگاتے ہو کیا تمہیں شرم نہیں آتی جو اس طرح اللہ کے ایک نیک بندے کو مطعون کرتے ہو۔ اللہ کی قسم! جب میں نے ان کو چادر پیش کی تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا یہ تو میرا بڑھتا ہوا پُر زور اصرار تھا کہ جس سے مجبور ہو کر انہوں نے میری طرف سے اس چادر کے تحفے کو قبول کیا ورنہ انہیں اس کی ضرورت نہ تھی۔ غرضیکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی ظاہری حالت کی بناء پر اکثر و بیشتر لوگوں کے طنز و تمسخر کا نشانہ بننا پڑتا تھا لیکن اس کے باوجود آپ نے تقویٰ و پرہیز گاری کا دامن کبھی نہیں چھوڑا۔ آپ کے تقویٰ و پرہیز گاری کے بارے میں حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

> ''حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرہیز گاری اس درجہ تک پہنچی ہوئی تھی کہ برہنہ ہونے کے سبب کھجور کے پتوں کی زنبیل میں بیٹھے رہتے تھے''۔

یعنی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقویٰ و پرہیز گاری کا یہ عالم تھا کہ آپ برہنہ ہونے کے باوجود کسی سے لباس و کپڑے کے طلبگار نہ ہوتے تھے اور کھجور کے پتوں سے اپنا ستر ڈھانپ لینے کو پسند فرماتے تھے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تمام زندگی

تعلیماتِ نبوی پر عمل پیرا رہے آپ نے دنیاوی ضروریات کے لیے کبھی کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہیں کیا۔ ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم سات آٹھ یا نو اشخاص حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تم رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے عرض کی ہم تو پہلے ہی بیعت کر چکے ہیں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بیعت نہیں کرتے؟ چنانچہ ہم نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کی۔ ہم میں سے کسی نے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے ہم سے کس چیز کی بیعت لی؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عزت کرو، اسے لاشریک سمجھو، نمازِ پنجگانہ پڑھو، سنو اور اطاعت کرو۔ ایک بات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آہستہ کی، پھر فرمایا اور لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرو۔ راوی کا کہنا ہے کہ ہم میں سے کچھ ایسے بھی تھے جن کا اگر تازیانہ گر جاتا تو وہ (اس کے لیے بھی) کسی سے اُٹھا کر دینے کا سوال نہ کرے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنا یہ معمول بنا رکھا تھا کہ آپ اہل دنیا سے اپنی کسی بھی دنیاوی حاجت کے لیے سوال نہ کرتے تھے پروردگارِ عالم کی رضا پر راضی رہتے ہوئے تقویٰ و پرہیزگاری کی دولت سے مالا مال تھے۔ خوراک ولباس کی آپ کو قطعی طور پر کوئی پرواہ نہ ہوتی تھی یہی وجہ تھی چیتھڑوں کو سی کر اُن سے بھی اپنا ستر ڈھانپ لیتے تھے۔ یہی پھٹا پرانا لباس آپ کے جسم مبارک کی زینت ہوتا اور آپ اسی میں خوش و مطمئن رہتے۔ نئے اور اعلیٰ لباس یا اپنی دیگر کسی ضرورت کے لیے اپنے شہر وعلاقہ کے کسی دولت مند کے در پر حاضری نہ دی اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا خصوصی فضل و کرم نازل کیا ہوا تھا آپ کے پاس تقویٰ و پرہیزگاری ایک عظیم سرمایہ کی شکل میں موجود تھی اور اس کے ساتھ آپ نے اپنی حیات طیبہ گزاری۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا، تین چیزیں مومن کی پرہیزگاری پر دلالت کرتی ہیں نہ پانے کی

manat.com

صورت میں بہترین توکل، پالینے کی صورت میں بہترین رضا اور ختم ہو جانے کی صورت میں بہترین صبر۔

''بلاشبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ تینوں چیزیں پائی جاتی تھیں''۔

* * *

حقیقی راحت

فرماتے ہیں کہ:

''اپنی ضرورتوں کو کم کرو گے تو راحت پاؤ گے''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول مبارک آج ہم سب کے لیے ایک بہترین سبق اور کامیاب زندگی گزارنے کا بہترین گر ہے۔ آج موجودہ دور میں جب کہ ہر طرف نفسانفسی کی دوڑ لگی ہوئی ہے ہر کوئی اپنی نہ ختم ہونے والی ضروریات کو پورا کرنے کی دُھن میں شبانہ روز برسر پیکار ہے۔ ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی ایسی دُھن ہر کسی پر سوار ہو چکی ہے کہ گویا مقابلہ بازی کی اچھی خاصی فضا پیدا ہو گئی ہے۔ لگتا ہے کہ شاید ہی اس دوڑ میں کمی واقع ہو اور لوگ صرف اپنی جائز حد تک کی ضروریات کے لیے ہی کوشاں ہوں مگر ایسی کوئی بات دکھائی نہیں دیتی بلکہ دیکھا یہ جا رہا ہے کہ ضروریات کو پورا کرنے کی دوڑ میں ہر جائز و ناجائز طریقے کو فخر کے ساتھ روا رکھا جا رہا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہر کوئی صرف اور صرف اپنے ہی قوتِ بازو اور شاطرانہ دماغ کے بل بوتے پر اپنی زندگیوں میں روپے پیسے کا انقلاب لانے کی جدوجہد میں مصروف ہے۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ یقین اور رزقِ حلال کی جستجو ناپید ہوتی جا رہی ہے۔ ایسے میں یقینی طور پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک کہ ''اپنی ضرورتوں کو کم کرو گے تو راحت پاؤ گے''۔ یعنی جس شخص کی ضرورتیں کم ہوں گی اس کی پریشانیاں بھی کم ہوں گی اور جو کوئی اپنی ضرورتوں کو کم کر لے گا پریشانیاں اور مشکلات بھی اس سے دور بھاگ جائیں گی۔

آج ہر کوئی محض اسی وجہ سے پریشانیوں کا شکار ہے کہ ہم نے اپنی زندگی کی ضروریات کو ناجائز حد تک خود ہی بڑھا لیا ہوا ہے اور ان کو پورا کرنے کی جدوجہد میں دن

بدن بے حسی اور نفسا نفسی کا شکار ہو رہے ہیں۔ ایک دوسرے سے محبت اور رواداری کا فقدان ہوتا جا رہا ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول مبارک پر عمل کرتے اپنی زندگیوں میں خوشحالی، امن، سکون اور آسودگی پیدا کریں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے ہم کو قناعت کی تعلیم ملتی ہے انسان کی طمع وحرص کا یہ عالم ہے کہ اُس کا دل کبھی مطمئن ہی نہیں ہوتا اسی لیے بخاری شریف کی ایک حدیث میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد پاک ہے کہ:

> ''اگر آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں جب بھی وہ تیسرے جنگل کی آرزو کرے گا اور ایسے آدمی کا پیٹ قبر کی مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی''۔

معلوم ہوا کہ جو کوئی اپنی ضروریاتِ زندگی کو کم کرے گا اُسی قدر وہ ایک خوشحال زندگی بسر کرے گا اور دنیاوی چیزوں کا اُسے کوئی غم نہ ہوگا اس لیے کہ جو رزق اس کے مقدر میں ہے اللہ تعالیٰ ضرور اُسے عطا کرے گا۔

حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اپنے تمام امور کو پروردگارِ عالم کے سپرد کر دیتا ہے اور اس کی طرف سے رزق کے آسانی کے ساتھ پہنچنے کا یقین رکھتا ہے اور یہ اعتقاد بھی رکھتا ہے کہ رزق مقسوم ہر حال میں بندے کو ملتا ہے جو چیز اس کے مقدر میں ہے وہ ہرگز خطا نہیں ہوتی وہ ضرور مل کر رہتی ہے اور جو چیز اس کے مقدر میں نہیں ہے وہ اسے ہرگز نہیں ملتی۔

* * *

اطمینانِ قلبی

جس کو دنیا کی چیزوں کا لالچ نہیں ہوتا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ اُسے عطا کرتا ہے اس پر راضی رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے اطمینانِ قلبی کی دولت سے نوازتا ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پوری زندگی میں کبھی کسی دنیاوی شے کا طمع نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلند مرتبہ ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

> ''جو کچھ تمہارے پاس ہے اس پر مطمئن رہ کر کوشش کرو تو شریف ہو ورنہ ذلیل''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول مبارک سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو جو کچھ عطا فرماتا ہے بندے کو اس پر باری تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اس بات کا یقین اور اطمینان رکھنا چاہیے کہ جس ذات باری تعالیٰ نے اتنا عطا فرمایا ہے وہ اس سے زیادہ بھی عطا فرمانے پر قادر ہے جب بندہ اس بات پر اپنے دل کو مطمئن کرے تو پھر بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگے اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائے گا اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر اپنی کوشش بھی جاری رکھے اس طرح کرنا ایک اچھے اور شریف انسان کا خاصہ ہے۔ اس کے برعکس اگر انسان اللہ تعالیٰ کی عطا پر راضی نہ ہو اور شکوے کرے اُس کی عطا پر مطمئن نہ ہو کر کوشش کرے صرف اور صرف مادی خواہشات کا غلام بن کر رہ جائے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اُس کے ذلیل ہونے میں کوئی کسر باقی رہ جائے۔

جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطمینان قلبی نصیب ہو جاتا ہے اُس پر گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو جاتی ہے۔ دین و دنیا کی بھلائی اُس کے مقدر میں لکھ دی جاتی ہے

اور اللہ تعالیٰ اُس کے تمام کام آسان فرما دیتا ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قناعت کی دولت سے مالا مال تھے اسی لیے آپ کو اطمینانِ قلبی حاصل تھا قناعت پسندی انسان کی حقیقی کامیابی کا باعث ہوتی ہے قناعت پسند انسان دنیا و آخرت میں سرخرو رہتا ہے اسے کسی دنیاوی چیز کا لالچ نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے پر راضی رہتا ہے اور اسی پر قناعت کر کے اُس کا شکر ادا کرتا ہے اس سے وہ رب تعالیٰ کی رضا حاصل کر لیتا ہے پروردگارِ عالم اسے اپنی خصوصی عنایات و نوازشات سے نوازتا ہے قناعت کی تعریف اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمائی ہے اور قناعت کرنے کی تعلیم دی ہے حضور سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

> ''اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جو اسلام کے راستہ پر چلا اور زندگی کی معمولی گزران پر قناعت کر لی''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صراطِ مستقیم پر گامزن تھے معمولی غذا اور معمولی لباس پر راضی رہ کر اپنے قلب کو اطمینان کی دولت سے بھر رکھا تھا۔

* * *

سچ کی طاقت

فرماتے ہیں کہ:

> ''اگر سچ بولو گے اور نیت و فعل میں بھی صدق رکھو گے تو پھر جوانمرد سمجھے جاؤ گے''۔

سچائی ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسی کو جوانمرد سمجھتے ہیں جو کسی بھی حال میں سچ کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑتا بلکہ اپنے افعال و کردار سے سچ کا مظہر دکھائی دیتا ہے اور اُس کی نیت میں بھی صدق کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اُس کا ظاہر باطن سچائی کے جذبے سے لبریز ہوتا ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول مبارک سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ جھوٹ سے کس قدر نفرت کرتے تھے اور سچ بولنے والے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے آپ کا قول مبارک بالکل حقیقت ہے کہ جو لوگ ہر حال میں سچ پر قائم رہتے ہیں اور اس معاملے میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو وہ جوانمرد کہلاتے ہیں۔ زمانہ شناس لوگ اُن کو عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اُن کے مرتبہ میں اضافہ ہوتا ہے اس کے برعکس جھوٹے کی کوئی بھی عزت نہیں کرتا اور اسے اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔ اس لیے کہ جھوٹ بولنا تو ہمارے پیارے پیغمبر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ناپسند فرمایا ہے اور اس کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے چنانچہ بے شمار احادیث مبارکہ اس بارے میں ہیں جن میں حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جھوٹ سے بچنے کی تلقین اور سچ بولنے کی سختی سے نصیحت فرمائی ہے۔ ایک حدیث پاک میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

> ''سچائی کو لازم کر لو کیوں کہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے۔ آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو کہ جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کی راہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

ہمارے معاشرے میں اکثر ایسے چھوٹے چھوٹے جھوٹ جو روزمرہ زندگی کے معاملات میں رواج پاتے جا رہے ہیں اور ایسے جھوٹ بولنے والے اس کو جھوٹ تصور ہی نہیں کرتے حالانکہ احادیث مبارکہ میں اس کی بھی ممانعت آئی ہے اور ہر معاملے میں سچ بولنے کی تاکید کی گئی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گھر تشریف فرما تھے کہ میری والدہ نے مجھے بلایا کہ آؤ تمہیں دوں۔ حضور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا، کیا چیز دینے کا ارادہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کھجور دوں گی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''اگر تو نہ دیتی تو تیرے ذمہ جھوٹ لکھ دیا جاتا''۔ (ابوداؤد، بیہقی)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر ارشاد پاک پر عمل کرنا اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے تھے ساری زندگی اتباع رسول میں بسر کر دی سچائی کے بارے میں بھی آپ ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ سچائی ہی کی تلقین و تعلیم کرتے رہے اور جھوٹ بولنے سے منع فرماتے رہے اسی لیے تو سچ بولنے والے کو جوانمرد کہتے ہیں۔

* * *

تنہائی کا فائدہ

فرماتے ہیں کہ:

''سلامتی تخلیہ اور تنہائی میں ہے''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس قول سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ جو بھی وقت ضرورت کا حاصل ہو اُسے تنہائی میں اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتے ہوئے گزارنا چاہیے کیوں کہ جس قدر بھی دنیا سے بچ کر رہا جائے اُسی قدر انسان سلامتی و عافیت میں رہتا ہے گناہوں کی دلدل سے بچا رہتا ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس قول کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اپنا دل خالی رکھے وہ اغیار کے خطرہ اور اندیشہ سے آزاد ہے اور اپنے ماحول میں سب سے مایوس اس وجہ سے وہ اغیار کی تمام آفات سے سلامتی میں رہتا ہے اور سب سے منہ پھیرے ہوئے ہوتا ہے لیکن اگر کوئی یہ خیال کرے کہ وحدت سے مراد تنہا زندگی بسر کرنا ہے تو یہ محال ہے اس لیے کہ جب تک کسی کے دل میں شیطان کی محبت ہو اور اس کے سینہ میں نفس غالب ہو اور دنیا کی عاقبت کی فکر اور لوگوں کا اندیشہ ہو اس وقت تک اس کو وحدت کی کیفیت حاصل نہیں ہوتی اس لیے کہ ماسوئی اللہ تعالےٰ سے آرام ہو یا اس کا اندیشہ دونوں کی ایک ہی کیفیت ہے جو تنہا ہوتا ہے اگر چہ اس کی صحبت لوگوں میں ہو اُسے اپنی کیفیت میں کوئی خلل نظر نہیں آتا اور مشغولی بغیر اللہ ہو اگر چہ خلوت نشین ہی کیوں نہ ہو وہ کیفیت وحدت سے محروم ہی رہے گا تو قطع محبت ماسوی اللہ تعالےٰ کے یہ معنی ہیں کہ اس کے دل میں سوائے ذاتِ واحد کے کسی کا تعلق اور کسی کی محبت نہ ہو اور جب اُس کے دل میں خالص ذاتِ واحد کی محبت جاگزیں ہو چکی وہ

کتنا ہی لوگوں کے ساتھ میل جول رکھے اُسے کوئی خطرہ نہیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ انسان چاہے کتنا ہی دنیا کے کاموں میں مشغول و مصروف ہو اُس کی توجہ و تعلق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا چاہیے اگر ایسا ہے تو وہ انسانوں کے ہجوم میں بھی تنہائی حاصل کر لیتا ہے اور یہی تنہائی اصل میں ایمان کی سلامتی کا باعث ہے جس کو اس طرح کی تنہائی حاصل ہو جائے اُس کا مرتبہ عالی ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی اپنے دل میں صرف مخلوق خدا کی محبت ہی رکھے اور اُس کا دل دنیا کی محبت سے لبریز رہے تو پھر اُس کے دل میں محبت الٰہیہ کا گزر نہیں ہو سکتا گویا وہ محبتِ الٰہی کو سمجھتا ہی نہیں اُس کی سلامتی خطرہ میں ہے اس لیے کہ اُس میں یکسوئی اور کامل توجہ نہیں ہے اور جس کی توجہ نہ ہو وہ کسی بھی مرتبہ حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کی محبت کو ہر برائی کی جڑ قرار دیا ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جو دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کو اپنے پاس نہ آنے دے لوگوں میں رہتے ہوئے بھی اپنے آپ کو تنہا خیال کرے اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اُس کے دل میں موجزن ہو تو قوی یقین ہے کہ وہ سلامتی و عافیت سے ہے۔

مسلم شریف کی حدیث پاک ہے حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

> ''اللہ کی قسم! میں تمہارے فقر و افلاس سے نہیں ڈرتا بلکہ اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کی جائے گی جس طرح ان لوگوں پر کشادہ کی گئی تھی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں پھر تم دنیا کی طرف رغبت کرو گے جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے رغبت کی اور یہ دنیا تم کو ہلاک کر دے گی جس طرح ان کو ہلاک کیا''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیا سے بالکل رغبت نہ رکھی آپ نے اپنے اوپر دنیا کو اس قدر تنگ کر رکھا تھا کہ گویا دنیا سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ یہی وجہ تھی کہ لوگ ان کو دیوانہ سمجھتے آپ قناعت اور صبر و برداشت کی دولت سے مالا مال تھے دنیا کی کسی بھی چیز کا طمع نہ کیا نہ ہی دنیا کی کوئی چیز جمع کی اپنی زندگی انتہائی سادگی سے گزاری۔ اکثر بچے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو دیوانہ سمجھ کر چھیڑتے اور کنکر مارتے اس پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے، بچو چھوٹی کنکریاں مارو تا کہ میرا خون نہ نکلے اور میں نماز روزہ سے عاجز نہ ہو جاؤں۔

غور فرمایئے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کس قدر شان اور بلند مرتبہ تھا مگر آپ دنیا کی پرواہ نہ کرتے ہوئے صبر و برداشت سے کام لیتے تمام تکالیف و مصائب کا خوش دلی سے سامنا کرتے اور مزاحمت ہرگز نہ کرتے یہ صرف اور صرف اس وجہ سے تھا کہ آپ کے دل میں دنیا کی محبت قطعاً نہ تھی ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے مگن رہا کرتے اور اپنے اس قول کی پیروی میں کہ سلامتی تخلیہ اور تنہائی میں ہے مکمل طور پر ثابت قدم تھے اور سمجھتے تھے کہ جو فوائد تنہائی و خلوت میں حاصل ہوتے ہیں اُن کا حصول اور کسی طرح ممکن نہیں تنہائی میں اور مخلوقِ خدا سے دور رہ کر لوگوں کی مداخلت کے خطرے سے آزاد ہو کر عبادتِ الٰہی کرنے کا جو مزہ و سرور ہے اُس کی حلاوت کو محسوس کر کے ان بابرکت لمحات کی برکات سے بہرہ مند ہوتے تھے۔ دین و دنیا کی سلامتی و کامیابی کا حصول بلاشبہ اسی طرح ہی ممکن ہے۔

آخرت کی سرداری

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

> ''میں نے آخرت کی سرداری طلب کی تو وہ مجھے مخلوق خدا کو نصیحت کرنے میں ملی''۔

یعنی جو کوئی یہ چاہتا ہے کہ آخرت میں اُس کا مرتبہ بلند ہو اور اُسے آخرت کی کامیابی نصیب ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ مخلوقِ خدا کو نیک کاموں کے کرنے اور بُرے کاموں سے باز رہنے کی ہر وقت نصیحت کرتا رہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی لیے فرماتے ہیں کہ مخلوقِ خدا کو نصیحت کرنے کی بدولت ہی مجھے آخرت کی سرداری حاصل ہوئی اور اسی کام میں یہ منزل میں نے پائی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر وہ کام کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تلقین فرمائی ہو۔

نیک کاموں کی نصیحت کرنا ہر ایک مسلمان کے لیے لازم ہے اور اُس کا فرض ہے کہ وہ اچھے کام کرنے اور برائی سے روکنے کی تلقین کرتا رہے اور اس کے ساتھ ساتھ خود بھی اس پر عمل کرے یہ نہیں کہ دوسروں کو تو اچھے کام کرنے کی نصیحت کرے اور وہ خود نہ کرے۔ دوسروں کو برائی سے روکے اور خود منع نہ ہو ایسی نصیحت کرنے والے کے لیے حدیث پاک میں بڑی سخت وعید آئی ہے۔ چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

> ''قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور آگ میں ڈال دیا جائے گا تو اس کی انتڑیاں آگ میں نکل پڑیں گی پھر اسے آگ میں اس طرح

> لیے پھرے گا جیسا گدھا اپنی چکی میں پھرتا ہے تو دوسرے دوزخی لوگ اس کے پاس جمع ہوں گے اور پوچھیں گے کہ اے فلاں یہ تیرا کیا حال ہے؟ کیا تو ہمیں دنیا میں نیکیوں کی تلقین نہیں کرتا تھا اور برائیوں سے نہیں روکتا تھا؟ وہ شخص کہے گا کہ میں تمہیں تو نیک کام کرنے کی نصیحت کرتا تھا اور خود نہیں کرتا تھا اور تم کو تو برائیوں سے روکتا تھا۔ مگر خود کرتا تھا''۔ (بخاری و مسلم)

چونکہ بے شمار احادیث مبارکہ اس ضمن میں بیان ہوئی ہیں کہ جن میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر مسلمان کو اس بات کا حکم فرمایا ہے کہ تم نیک کام کرنے اور برے کاموں سے باز رہنے کی تلقین کرتے ہیں اس لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو اپنا شعار بنا رکھا تھا کہ وہ حق بات کی تلقین کرتے رہتے تھے لوگوں کو بُرائیوں سے منع کرتے اور نیک کام کرنے کا حکم کرتے رہتے تھے کیوں کہ ایک حدیث پاک میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

> ''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بھلائی کا حکم کرتے رہو اور برائی سے روکتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالےٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا پھر اس وقت تم دعا کرو گے اور تمہاری دعا قبول نہ کی جائے گی''۔

(ترمذی شریف)

احادیث مبارکہ کی روشنی میں اگر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلق خدا کو نصیحت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے اور آپ کا قول و عمل حدیث مبارکہ کے عین مطابق تھا۔

موت کی یاد

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ موت کو ہر وقت یاد رکھتے تھے اور کبھی بھی اس سے غافل نہ ہوتے چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

> ''سوتے وقت موت کو سرہانے سمجھو اور جب بیدار ہو تو اسے (موت کو) سامنے سمجھو''۔

مقصد یہ کہ موت کو ہر وقت یاد رکھنا چاہیے اور کسی بھی وقت اس سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ ہر دم موت کو پیش نظر رکھنے سے گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے رغبت پیدا ہوتی ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی موت کو بہت زیادہ یاد رکھنے کے بارے میں تلقین فرمائی ہے چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ایک روز نماز کے لیے مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ کچھ لوگ کھلکھلا کر ہنس رہے ہیں۔ حضور سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''تم اگر لذتوں کا خاتمہ کر دینے والی موت کو زیادہ یاد کرتے تو وہ ہنسنے سے روک دیتی موت کو بہت زیادہ یاد کرو جو تمام لذتوں کا خاتمہ کر دینے والی ہے اور قبر ہر دن یہ کہتی ہے کہ میں مسافرت کا گھر ہوں میں تنہائی کی کوٹھری ہوں میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں اور جب کوئی بندہ مومن قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کا استقبال کرتی ہے اور کہتی ہے کہ تو میری پیٹھ پر چلنے والوں میں سے سب سے زیادہ محبوب شخص ہے تو جب آج تو میری ذمہ داری میں دے دیا گیا ہے اور میرے

پاس آ گیا ہے تو تُو دیکھے گا کہ تیرے ساتھ کتنا اچھا سلوک کرتی ہوں۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس بندہ مومن کے لیے وہ قبر تا حد نگاہ وسیع و کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور جب کوئی بدکار اور کافر بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کا استقبال نہیں کرتی کہتی ہے کہ تو میری پیٹھ پر چلنے والوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص تھا اب جب کہ تجھے میرے سپرد کر دیا گیا ہے اور میرے پاس آ گیا ہے تو تُو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کتنا بُرا سلوک کرتی ہوں۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر اس کے لیے قبر بھینچے اور تنگ ہو گی یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جائیں گی"۔ یہ فرماتے ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست فرمایا" اس کے بعد ارشاد فرمایا، اس پر ستر اژدھے مسلط کر دیئے جائیں گے جن میں سے ہر ایک اتنا زہریلا ہو گا کہ اگر وہ زمین پر پھونک مارے تو اس کے زہر کے اثر سے ہمیشہ کے لیے زمین پر کچھ بھی پیدا کرنے کے لیے قابل نہ رہ جائے پھر یہ سب اژدھے اس کو ڈسیں گے اور نوچیں گے اس کے ساتھ اس طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ حساب کا دن آ جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حساب دینے کے لیے پیش ہو جائے گا اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، قبر آدمی کے لیے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا"۔ (ترمذی شریف)

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث مبارکہ پر عمل کرنے میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ممکن کوشش میں مصروف رہا کرتے تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موت کو یاد رکھنے کا قول بھی حدیث مبارکہ کا عکاس ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنتِ مطہرہ کی پیروی کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتے۔

فخر کی بات

فرماتے ہیں کہ

''فخر اس میں ہے کہ اپنے تھوڑے بہت مال پر قانع رہ کر دوسرے کی ملکیت پر نظر نہ کرو''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس قول میں قناعت پسندی پر زور دیا ہے اور قناعت کو ہی فخر کا معیار بتایا ہے یعنی یہ کہ بندے کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ ہر بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اُسے دیا ہے اُس پر قناعت کرتے ہوئے رب تعالیٰ کی شکر گزاری کرتے ہوئے زندگی بسر کرنے کو اپنا شعار بنائے اور کبھی بھی ناشکری کے کلمات زبان پر نہ لائے۔ قناعت پسند اور شکر گزار بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو شخص کھانا کھائے اور پھر یہ کہے، شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے مجھے یہ کھانا دیا بغیر میری اپنی تدبیر اور طاقت کے، تو اس سے پہلے جو گناہ ہو چکے ہیں معاف ہو جائیں گے''۔ (ابوداؤد شریف)

معلوم ہوا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی لیے قناعت پسندی اور شکر گزاری کو فخر کا سبب بتاتے ہیں کہ اس میں بندے کے لیے بے شمار فوائد مضمر ہیں جن کا بندے کو ادراک نہیں ہے حقیقتاً اللہ تعالیٰ قانع اور شکر گزار بندے پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کو دلی سکون کی دولت سے نوازتا ہے اور اُس پر اپنا خصوصی فضل و کرم فرماتا ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پاک سے یہ تعلیم بھی ملتی ہے کہ

بندے کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اس لیے اُس پر قناعت کرتے ہوئے دوسروں کے مال پر نظر نہیں رکھنی چاہیے اور اس بارے میں حسد نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں کہ حسد کرنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ احادیث مبارکہ کی روشنی میں حسد صرف دو شخصوں کو کرنا جائز ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ

> ''حسد جائز نہیں مگر دو شخصوں پر ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ مال دے تو وہ اُس آدمی کو دے جو راہِ حق میں خرچ کرے اور ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ حکمت دے تو وہ اس کی مدد سے فیصلے کرے اور اس کی تعلیم دے''۔ (بخاری شریف)

قناعت کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے تو اللہ تعالیٰ بندے پر اپنی رحمت اور فضل و کرم نازل کرتا ہے مگر ایک حاسد کے ہاتھ تو کچھ بھی نہیں آتا حسد کی آگ میں جل کر اپنا سب کچھ گنوا دیتا ہے اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قناعت پسندی اختیار کرنے پر زور دیا ہے جس کو قناعت کی دولت نصیب ہو جائے اُسے سب کچھ مل جاتا ہے وہ دین و دنیا کی دولت سمیٹتا ہے چونکہ ہر حال میں خوش رہتا ہے۔ رب تعالیٰ کی رضا اس کا مقصود ہوتی ہے اس لیے کوئی بھی مشکل اُس کی راہ میں دیوار ثابت نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ اُس کی ہر مشکل کو آسان فرما دیتا ہے۔

* * *

اصل خشوع

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس قدر یکسوئی اور محویت کے عالم میں کرتے ہیں کہ ان کی توجہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف مبذول رہتی تھی۔ اپنے گردو پیش کی خبر نہ ہوتی تھی۔ گویا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبادتِ الٰہی میں اس قدر منہمک رہتے کہ پوری پوری رات سجدے میں پڑے ہوئے گزر جاتی اور پھر صبح اُٹھ کر فرماتے کہ افسوس راتیں اتنی چھوٹی ہیں کہ صرف ایک مرتبہ ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہنے پاتا ہوں کہ دن ہو جاتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ:

> ''خشوع ایسی بے خبری کو کہتے ہیں کہ اگر اس حالت میں نیزہ بھی مارا جائے تو اثر محسوس نہ ہو''۔

یعنی عبادتِ الٰہی اس قدر توجہ اور یکسوئی کے ساتھ کی جائے کہ گردو پیش کی خبر نہ ہو۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ نماز کو خشوع و خضوع کے ساتھ ہی پڑھا جائے تو تب ہی عبادت کرنے کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرنے کی تلقین ملتی ہے۔ اس ضمن میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ:

> ''جس نے وقت پر نماز پڑھی، وضو ٹھیک کیا اور رکوع وسجود کو خشوع وخضوع سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا اس کی نماز سفید براق کی صورت میں آسمانوں کی طرف جاتی ہے اور کہتی ہے اے بندے جس طرح تو نے میری محافظت کی اسی طرح اللہ تعالیٰ تجھے محفوظ رکھے لیکن جس نے وقت پر نماز نہ

> پڑھی نہ ٹھیک طرح سے وضو کیا اور اپنے رکوع وجود کو خشوع سے آراستہ نہ کیا اس کی نماز کالی سیاہ شکل میں اوپر جاتی ہے اور کہتی ہے۔ اے بندے! جس طرح تو نے مجھے خراب کیا تجھے بھی اللہ تعالیٰ خراب کرے یہاں تک کہ اسے بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر مار دیا جاتا ہے"۔

اسی طرح کی ایک حدیث پاک مشکوٰۃ شریف میں بیان ہوئی ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے مختصر اور جامع نصیحت فرمائیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

> "جب تم اپنی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو تو اس شخص کی طرح نماز پڑھو جو دنیا کو چھوڑ کر جانے والا ہے اور اپنی زبان سے ایسی بات نہ نکالو کہ اگر قیامت میں اس کا حساب ہو تو تمہارے پاس کچھ کہنے کے لیے نہ رہ جائے اور لوگوں کے پاس جو کچھ مال و اسباب ہے اس سے تم بالکل بے نیاز ہو جاؤ"۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکورہ بالا احادیث مبارکہ پر مکمل طور پر عمل کرتے تھے اپنی ساری زندگی سنت مطہرہ میں گزاری۔ اسی لیے فرماتے ہیں کہ (نماز پڑھنے کا حق یہ ہے کہ) اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اسے کوئی نیزہ مارے اور اس کو خبر نہ ہو تو یہ نماز کا خشوع ہے۔ یعنی محویت کا عالم یہ ہو کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی طرف توجہ ہی نہ ہو۔

* * *

حق بات کہنا

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو نیک بندے نیکیوں کی تبلیغ کرتے اور برائیوں سے روکتے ہیں اُن کی راہ میں کافی مشکلات پیدا ہوتی ہیں لوگوں کی مخالفت اور دشمنی بھی اُن کے آڑے آتی ہے اُن پر بڑی بڑی تہمتیں بھی لگائی جاتی ہیں مگر وہ حق بات کہنے سے پھر بھی باز نہیں آتے اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے مشن کو جاری و ساری رکھتے تھے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ایسے ہی برگزیدہ بندوں میں شمار ہوتے ہیں جو حق بات کہنے سے کبھی نہیں ڈرتے اور حق وصداقت کا پرچم بلند کرتے رہے جہاں کہیں کوئی برائی دیکھی اُس کی مخالفت میں ڈٹ گئے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس راہ میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لوگوں کی مخالفت بھی برداشت کرنا پڑی مگر آپ نے اپنے مشن کو جاری رکھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

> ”مومن کا حق پر قائم ہونا اس کے لیے دنیا میں کوئی دوست نہیں چھوڑتا۔ اگر لوگوں کو کوئی نیک بات بتائے یا برائی سے روکے تو اس کو بڑی تہمتیں لگاتے ہیں اور اس کی عزت خراب کرتے ہیں“۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ان کے اپنے مشاہدے اور تجربے کی بناء پر ہے اور بے شک حقیقت پر مبنی ہے یقیناً ایسے ہی حالات کا سامنا آپ کو کرنا پڑا اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنتِ مطہرہ کی پیروی میں حق بات پر ڈٹے رہتے کیوں کہ آپ جانتے تھے کہ اس کام کا کس قدر فائدہ ہے اور نہ کرنے کی کس قدر وعید ہے کیوں کہ احادیث

مبارکہ میں حق بات کہنے اور برائیوں سے منع کرنے کی بار بار تاکید آئی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سختی سے اس پر زور دیا ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف وابوداؤد شریف کی حدیث پاک ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

> ''جب بنی اسرائیل گناہوں میں مُبتلا ہو گئے تو اول ان کے علماء کرام نے اس سے منع کیا جب وہ منع کرنے سے باز نہ آئے تو وہ بھی ان کی محفلوں میں شریک ہونے لگے اور ان کے ہم پیالہ اور ہم نوالہ بن گئے۔ پس جب انہوں نے اس طرح کیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے سب کو ایک جیسا کر دیا اور لعنت کی اللہ تعالیٰ نے ان پر داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی۔ اور یہ لعنت اُن کے گناہ کرنے اور حد سے تجاوز کر جانے پر کی گئی تھی۔ راوی بیان فرماتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکیہ لگائے تشریف فرما تھے یہ فرما کر آپ اُٹھ بیٹھے اور ارشاد فرمایا، تم اُس وقت تک اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات حاصل نہ کر سکو گے جب تک کہ تم ظالموں اور فاسقوں کو گناہوں سے منع نہ کرو۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ مبارک ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جیسا تم خیال کرتے ہو ایسا بالکل نہیں ہے قسم ہے اللہ کی یا تو تم نیک کاموں کا حکم دو اور بُرے کاموں سے روکو اور ظالم کا ہاتھ پکڑ لو اور اسے حق پر مائل کرو اور صراطِ مستقیم پر قائم رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تم سب کو ایک جیسا کر دے گا اور پھر تم پر بھی لعنت بھیجے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر بھیجی''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ حق بات کہنے اور برائیوں سے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے جو بھی مشکلات پیش آئیں اُن کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے اور اپنے مقصد سے نہ ہٹے اس بات کو پیش نظر رکھے کہ اس

کام میں مخالفت بھی ہوگی تہمتیں بھی ملیں گی۔ دوستی دشمنی میں بھی بدل سکتی ہے۔ حالات کیسے ہی ناموافق کیوں نہ ہوں حق وصداقت پر ڈٹا رہے۔

ایک اور مقام پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ اگر مجھے اس لیے دشمن کہتے ہوں کہ میں برائیوں سے روکتا ہوں اور اچھائیوں کی تلقین کرتا ہوں اللہ کی قسم! ان کا یہ طریقہ مجھے حق بات کہنے سے روک نہیں سکتا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرمان سے یہ نتیجہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ آپ نے حق بات کی تلقین میں کسی بھی مخالفت کی پرواہ نہ کی اور مخالفت کے باوجود حق بات کی تلقین کرتے رہے۔

* * *

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اقوال کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر معاملے میں اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

> اگر جدوجہد کرتے ہوئے کامیابی کو صرف اللہ تعالےٰ کے سپرد کرو گے تو لوگوں سے بے پرواہ ہو جاؤ گے اور یہی حقیقی استغناء ہے"۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس قول مبارک سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اگر کسی بھی جائز کام یا مقصد کے حصول کے لیے کوشش کی جائے تو ضرور اللہ تعالےٰ کی مدد شامل حال ہو جاتی ہے اور اللہ تعالےٰ اس بندے پر اپنا خاص فضل وکرم نازل فرماتا ہے اور اُس کے معاملے کو کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات بابرکت ہی ہر ایک کی مشکل کو حل فرماتی ہے اس لیے صرف ایک ہی در سے وابستہ رہنے سے کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ اللہ تعالےٰ پر کامل بھروسہ فرماتے تھے اسی لیے اللہ تعالےٰ نے آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنے خصوصی فضل وکرم سے نواز رکھا تھا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ جو لوگ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں اللہ تعالےٰ اُن کو کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ:

> ''اے داؤد علیہ السلام! میرا کوئی بندہ ایسا نہیں جو مخلوق کو چھوڑ کر میرا دامنِ رحمت تھام لیتا ہے اور زمین و آسمان اس پر سختیاں لاتے ہیں لیکن میں اس کی تمام دشواریاں دور کر دیتا ہوں اور اس کے لیے راستہ نکال دیتا ہوں''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قولِ مبارک سے یہ پیغام ملتا ہے کہ بندے کو کسی بھی کام کے لیے کوشش کرتے ہوئے کامیابی کا یقین صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی وابستہ کرنا چاہیے اور اُسی پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے اور اُسی پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے اور اس بھروسے کی قوت جس قدر مضبوط ہوگی اُسی قدر کامیابی بھی جلد اور یقینی ہوگی۔ احادیث مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

چنانچہ ایک حدیث پاک میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

> ''میں نے تمام امتوں کو مکہ مکرمہ میں حج کے موقع پر جمع ہونے کی جگہ دیکھا اور میں نے اپنی اُمت کو دیکھا اس نے ہر بلند و پستی کو گھیر رکھا تھا مجھے ان کی کثرتِ تعداد اور صورتوں نے بہت متعجب کیا تب مجھ سے کہا گیا، کیا اب آپ راضی ہیں؟ میں نے کہا، ہاں۔ پھر کہا گیا ان کے ساتھ ستر ہزار افراد بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہیں جو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ لوگ جو جسموں کو نہیں داغتے، فالیں نہیں لیتے، چوری چھپے لوگوں کی باتیں نہیں سنتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔
>
> حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوگئے اور عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اے اللہ! عکاشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ان میں سے کر دے پھر ایک اور صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے لیے بھی دُعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عکاشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم سے سبقت لے گئے''۔

یہ بخوبی طور پر جان لینا چاہیے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو بھی کوشش اور جدوجہد ہوتی تھی وہ صرف اور صرف رب تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہوتی تھی دنیا اور اس کے سامان کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پسند نہ فرماتے تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ساری زندگی اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت میں بسر کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سنہری اقوال ہم سب کے لیے مشعل راہ ہیں اور اپنی زندگیوں کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے ایک عظیم سرمایہ ہیں۔

* * *

اللہ تعالیٰ کی پہچان

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پروردگارِ عالم سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی محبت میں مستغرق رہا کرتے تھے۔ حقیقت یہ تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باری تعالیٰ کی ہستی کو جان چکے تھے رموز واسرار سے آپ کو آگاہی حاصل تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے آپ پر اپنا خاص فضل و کرم نازل فرمایا تھا اسی لیے فرماتے ہیں:

> ’’جس نے اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ جانا وہ ہر چیز کو جان گیا اور اس پر کچھ مخفی نہ رہا‘‘۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ بندے کو چاہیے کہ اپنے سب کام اور امیدیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ رکھے اللہ تعالیٰ کو معبودِ حقیقی اور پروردگارِ عالم جانتے ہوئے اس کی عبادت میں محو ہو جائے۔ جان لے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت پر اُس نے خصوصی شفقت و رحمت نازل فرمائی ہے۔ بے شمار علوم کے خزانے وبھید اپنے برگزیدہ بندوں کو عنایت فرمائے ہیں اور یہ سب کچھ اُسی وقت ممکن ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اُس کا ہو جاتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے وہ جس پر بھی چاہتا ہے اپنا کرم فرما دیتا ہے اُس کی خوبیوں کا احاطہ ممکن نہیں ہے اللہ تعالیٰ خود اپنے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

> ’’جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور

بے شک اللہ تعالیٰ بے نیاز سب خوبیوں والا ہے اور جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور جو سمندر ہیں اس کے علاوہ سمندر ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی باتیں ختم نہ ہوں بے شک اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے''۔

(پارہ ۲۱ سورہ لقمان آیت ۲۶ تا ۲۷)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں بلند تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے عاشق رسول تھے یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا شمار اپنے خاص بندوں میں کیا ہوا تھا حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باری تعالیٰ کی ذاتِ واحد کا بھید پا چکے تھے اور رب تعالیٰ کے اسرار میں ہر وقت مستغرق رہا کرتے تھے۔

جب عارفین کے قلوب خواہشاتِ نفسانی سے پاک ہو جاتے ہیں اور ان کے دل میں صرف محبتِ الٰہی ہی باقی رہ جاتی ہے تو ان کے قلوب پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی بارش ہوتی ہے خبر معائینہ ہو جاتی ہے معائینہ شنید سے دید تک پہنچ جاتا ہے وہ مرتبہ علم الیقین سے ترقی کر کے عین الیقین اور حق الیقین کے مراتب پر فائز ہو جاتے ہیں۔

* * *

اللہ تعالیٰ کا خوف

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ بندے عاشق رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور مستجاب الدعوات تھے مگر اس کے باوجود عالم یہ تھا کہ ہمہ وقت اللہ تعالےٰ کے خوف سے روتے رہتے اللہ تعالےٰ کا خوف آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر اس قدر غالب تھا کہ دنیا کی کسی بھی چیز سے رغبت نہ رکھتے چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

> ''سفر لمبا ہے اور زادِ راہ تھوڑا ہے اسی لیے ہمہ وقت آہ زاری کرتا ہوں''۔

احادیث مبارکہ میں بھی اللہ تعالےٰ کے خوف سے رونے والے کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے چنانچہ ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ:

> ''جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے سامنے فرشتے انواع واقسام کی نعمتیں پیش کریں گے۔ ان کے لیے فرش بچھائیں گے منبر رکھے جائیں گے اور انہیں انواع واقسام کے کھانے اور پھل پیش کیے جائیں گے اُس وقت جنتی حیران ہوں گے، اللہ تعالےٰ فرمائے گا اے میرے بندو! حیران کیوں ہو؟ یہ جنت حیران ہونے کی جگہ نہیں ہے۔ اُس وقت مومن عرض کریں گے، اے باری تعالےٰ تُو نے ایک وعدہ کیا تھا جس کا وقت آن پہنچا ہے۔ اُس وقت اللہ تعالےٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان کے چہروں سے پردے اٹھالو، فرشتے عرض کریں گے، یا اللہ، یہ تیرا دیدار کیسے کریں گے؟ فرمانِ باری تعالیٰ ہوگا، تم حجاب اٹھادو۔ یہ ذکر کرنے والے، سجدہ کرنے والے اور میرے خوف سے رونے والے تھے اور میرے دیدار کے امیدوار تھے۔ چنانچہ اُس وقت پردے اٹھادیئے

جائیں گے اور جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوتے ہی سجدہ میں گر جائیں گے فرمانِ باری تعالیٰ ہوگا، سر اٹھا لو یہ جنت دار العمل نہیں دارِ جزا ہے اور وہ اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

''میرے بندو! تم پر سلامتی ہو، میں تم سے راضی ہوں کیا تم مجھ سے راضی ہو''؟

جنتی کہیں گے، اے ہمارے پروردگار! ہم کیسے راضی نہ ہوں گے حالانکہ تو نے ہمیں وہ نعمتیں دیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں ان کا تصور گزرا''۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو بہانا بہت بڑی فضیلت کی بات ہے اور اس کا انعام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار آخرت میں نصیب ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمہ وقت بارگاہِ الٰہی میں آنسوؤں کے نذرانے پیش کیا کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں ہوتا ہے مگر اس کے باوجود یہ سمجھتے تھے کہ سفر طویل ہے اور زادِ راہ انتہائی تھوڑا۔

* * *

اللہ تعالیٰ کا خوف

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مستجاب الدعوات تھے مگر اس کے باوجود عالم یہ تھا کہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتے رہتے اللہ تعالیٰ کا خوف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس قدر غالب تھا کہ دنیا کی کسی بھی چیز سے رغبت نہ رکھتے چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

> "سفر لمبا ہے اور زادِ راہ تھوڑا ہے اسی لیے ہمہ وقت آہ زاری کرتا ہوں"۔

احادیث مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والے کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے چنانچہ ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ:

> "جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے سامنے فرشتے انواع و اقسام کی نعمتیں پیش کریں گے۔ ان کے لیے فرش بچھائیں گے منبر رکھے جائیں گے اور انہیں انواع و اقسام کے کھانے اور پھل پیش کیے جائیں گے اُس وقت جنتی حیران ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندو! حیران کیوں ہو؟ یہ جنت حیران ہونے کی جگہ نہیں ہے۔ اُس وقت مومن عرض کریں گے، اے باری تعالیٰ تُو نے ایک وعدہ کیا تھا جس کا وقت آن پہنچا ہے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان کے چہروں سے پردے اٹھا لو، فرشتے عرض کریں گے، یا اللہ، یہ تیرا دیدار کیسے کریں گے؟ فرمانِ باری تعالیٰ ہوگا، تم حجاب اٹھا دو۔ یہ ذکر کرنے والے، سجدہ کرنے والے اور میرے خوف سے رونے والے تھے اور میرے دیدار کے امیدوار تھے۔ چنانچہ اُس وقت پردے اٹھا دیئے

جائیں گے اور جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوتے ہی سجدہ میں گر جائیں گے فرمانِ باری تعالیٰ ہوگا، سر اٹھالو یہ جنت دار العمل نہیں دارِ جزا ہے اور وہ اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

''میرے بندو! تم پر سلامتی ہو، میں تم سے راضی ہوں کیا تم مجھ سے راضی ہو''؟

جنتی کہیں گے، اے ہمارے پروردگار! ہم کیسے راضی نہ ہوں گے حالانکہ تُو نے ہمیں وہ نعمتیں دیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں ان کا تصور گزرا''۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو بہانا بہت بڑی فضیلت کی بات ہے اور اس کا انعام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار آخرت میں نصیب ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمہ وقت بارگاہِ الٰہی میں آنسوؤں کے نذرانے پیش کیا کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں ہوتا ہے مگر اس کے باوجود یہ سمجھتے تھے کہ سفر طویل ہے اور زادِ راہ انتہائی تھوڑا۔

* * *

کسی گناہ کو معمولی نہ سمجھو

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جو بھی جاتا آپ رضی اللہ تعالے عنہ اُسے نیکی کے راستے پر چلنے اور بُرے کاموں سے باز رہنے کی تلقین فرمایا کرتے آپ رضی اللہ تعالے عنہ کی ساری زندگی اس بات سے عبارت ہے کہ کبھی بُرے کام کے نزدیک بھی نہ پھٹکے۔ معمولی سے معمولی گناہ کو بھی بڑا سمجھتے اس لیے معمولی گناہ سے بھی بچتے تھے۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

> "کسی بھی گناہ کو معمولی نہ سمجھو بلکہ بڑا سمجھو اس لیے کہ اسی کی وجہ سے تم گناہ کا ارتکاب کرتے ہو اگر گناہ حقیر سمجھو گے تو اللہ تعالے کو بھی حقیر سمجھو گے"۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالے عنہ کے اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو معمولی سے معمولی گناہ سے بھی بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ حقیقت میں کوئی بھی گناہ چھوٹا اور معمولی نہیں ہوتا اگر ہر گناہ کو معمولی معمولی سمجھ کر اس سے بچنے کی کوشش نہ کی جائے تو پھر یہی معمولی معمولی گناہ ایک بہت بڑے گناہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور انسان کے نامۂ اعمال میں بہت سے گناہوں کی ایک لمبی فہرست درج ہو جاتی ہے۔ انسان کی یہ عادت ہے کہ وہ جب بھی کسی گناہ کو معمولی سمجھ کر کرتا ہے تو پھر رفتہ رفتہ وہ اس گناہ کو کرنے کا عادی ہو جاتا ہے پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ یہ گناہ جو کہ پہلے اس کے نزدیک معمولی ہوتی تھا گناہ ہی نہیں رہتا۔ یعنی وہ اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گناہوں

کی یہ کثرت اس انسان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دوری کا باعث بن جاتی ہے وہ گناہوں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے احکامات کی بھی پرواہ نہیں کرتا چنانچہ اسی حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی بھی گناہ کو معمولی نہ سمجھو۔

مقصد یہ ہے کہ اگر معمولی سے معمولی گناہ کو بھی بڑا گناہ سمجھ لیا جائے اور دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف طاری کر لیا جائے تو انسان اس معمولی گناہ سے بچ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنا کرم نازل فرماتا ہے۔

* * *

آخرت کی بزرگی

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی کسی دنیاوی چیز کا لالچ نہ کیا۔ دنیا سے اُسی قدر لیا جس قدر زندگی کو ضرورت ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قناعت کی دولت سے مالا مال تھے اور قناعت کو پسند فرماتے۔ قناعت پسندی سے زندگی بسر کی جو کچھ مل جاتا اُس پر قناعت کر لیتے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرماتے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ بھی قناعت کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور خصوصی انعام سے نوازتا ہے اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

''میں نے آخرت کی بزرگی چاہی تو وہ مجھے قناعت میں ملی''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول مبارک سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ کبھی دنیاوی چیز طلب کی اور نہ ہی خواہش صرف اس بات کی چاہت کی کہ اللہ تعالیٰ آخرت کی بزرگی عطا فرمائے چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بزرگی قناعت پسندی اختیار کرنے سے ملی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ قناعت کرنے والے کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن پر اپنا فضل و کرم نازل فرماتا ہے۔

حدیث مبارکہ میں بھی قناعت کرنے والوں کی فضیلت میں بیان کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

''مومن کی عزت لوگوں سے بے پروائی میں ہے، قناعت میں آزادی اور عزت ہے''۔

اسی لیے کہتے ہیں کہ اس سے بے نیاز ہو جا جسے تُو چاہتا ہے اُس جیسا ہو جائے گا جس کی طرف حاجت اپنی لے کر جاؤ گے تو اس کے قیدی ہو گے اور جس پر چاہے احسان کر

تو اُس کا سردار ہوگا۔ تھوڑا مال جو تجھے کفایت کرنے یعنی تیری لازمی اور جائز ضرورت پوری کرے اس زیادہ مال سے بہتر ہے جو تجھے گمراہ کردے۔

چونکہ حرص اور لالچ انسان کے دشمن ہیں جس کے پاس قناعت کی دولت ہوگی۔ حرص اور لالچ اُس کے نزدیک نہ پھٹکیں گے جو شخص اس بات پر اپنا ایمان مضبوط رکھ لے کہ جو کچھ اُس کے مقدر میں ہے اُسے مل کر رہے گا تو یقیناً اُسے قناعت کی دولت نصیب ہوگی۔ ایک حدیث پاک میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ:

> ''اے لوگو! اچھے طریقے سے رزق حاصل کرو کیوں کہ بندے کو وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے اور کوئی انسان اپنا رزق ختم کیے بغیر اس دنیا سے نہیں جائے گا''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں کتب میں جو روایات ملتی ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر معاملے میں قناعت پسند تھے اگر آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لباس کو دیکھا جائے تو اُس میں بھی قناعت پسندی دکھائی دیتی ہے یعنی آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا لباس ایک تہبند اور ایک چادر تھی اور ان میں بھی جا بجا پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے جب یہ کپڑے میلے ہو جاتے تو ان کو دھو لیتے کسی سے کوئی سوال نہ کرتے۔ قناعت پسندی کا یہ عالم تھا کہ اپنی خوراک کے معاملے میں بھی اسراف نہ فرماتے اکثر روزے سے رہتے اور افطار کے لیے چند کھجوریں رکھ چھوڑتے۔ رہائش کے معاملے میں بھی صرف اسی بات پر اکتفا کر رکھا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی قوم کے چند افراد نے ایک علیحدہ مکان بنوایا ہوا تھا اُسی میں رہتے تھے غرضیکہ حضرت قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ قناعت کی دولت سے مالا مال تھے۔

◆

بلند مرتبہ کا حصول

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی دولت سے اتنا زیادہ نوازا کہ تاقیامت تک مسلمان آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر رشک کرتے رہیں گے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

> ''میں نے بلند مرتبہ چاہا اور اس کو پا لیا اور یہ سب کچھ مجھے تواضع کرنے سے حاصل ہوا ہے''۔

تواضع کی فضیلت احادیث مبارکہ میں بھی بیان ہوئی ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے فرمایا کہ کیا بات ہے میں تم میں عبادت کی شیرینی نہیں پاتا؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم! عبادت کی شیرینی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تواضع۔

معلوم ہوا کہ تواضع کی بہت زیادہ فضیلت ہے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اُس بندے کو پسند فرماتے ہیں جو تواضع سے کام لیتا ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول مبارک حدیث پاک کے عین مطابق ہے گویا آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ تواضع کے معاملے میں بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان پر عمل فرماتے۔ مروی ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''کوئی انسان ایسا نہیں مگر اس کے ساتھ دو فرشتے ہیں اور انسان پر فہم د

فراست کا نور ہوتا ہے جس سے وہ فرشتے اس کے ساتھ رہتے ہیں پس اگر وہ انسان تکبر کرتا ہے تو وہ اس سے حکمت چھین لیتے ہیں اور کہتے ہیں یا اللہ! اسے سرنگوں کر، اور اگر وہ تواضع وانکساری کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے، یا اللہ اسے سربلندی عطا فرما"۔

ایک اور حدیث پاک ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند فرماتا ہے۔

ان احادیث مبارکہ کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں جو بلند مرتبہ حاصل ہوا وہ یقیناً تواضع کرنے سے حاصل ہوا جس کا اظہار حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا ہے۔

تواضع اسے کہتے ہیں کہ بندہ جس کسی سے بھی ملے اسے خود سے بزرگ وافضل سمجھے اور یہ خیال کرے کہ شاید اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ شخص مجھ سے بہتر اور درجہ میں ارفع و اعلیٰ ہو۔ اگر وہ عمر میں چھوٹا ہے تو خیال کرے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی اور میں نے بے شک گناہ کیئے ہیں پس بالیقیں وہ مجھ سے بہتر ہے اور اگر وہ بڑا ہے تو یہ خیال کرے کہ اس نے مجھ سے پہلے عبادتِ الٰہی کی ہے۔ یہ اعلیٰ درجہ کی تواضع ہے۔ پس جب بندہ ایسا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے غوائل سے سلامت رکھتا ہے یعنی جملہ آفاتِ نفسانی وشیطانی سے محفوظ رکھتا ہے اور اس وجہ سے وہ ان منازل پر پہنچتا ہے جو پروردگارِ عالم کی صحبت کے لائق ہوتی ہیں یعنی تواضع کی عادت بندہ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب بنا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے کو بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے اور اس پر اپنا خصوصی فضل وکرم نازل فرماتا ہے۔

* * *

کیفیتِ وحدت کا حصول

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے اپنے دل میں دنیا کی محبت کو کبھی جگہ نہ دی مکمل یکسوئی اور توجہ کے ساتھ عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ ارد گرد کے حالات سے بے نیاز ہو کر صرف اور صرف باری تعالیٰ سے ہی لو لگائے رکھی۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

> ”جب تک کسی کے دل میں شیطان کی محبت ہو اور اس کے سینہ میں نفس غالب ہو اور دُنیا و آخرت کی فکر اور لوگوں کا اندیشہ ہو اس وقت تک اس کو کیفیت وحدت حاصل نہیں ہوتی“۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو اپنے نفس کا غلام نہیں ہونا چاہیے اُسے اپنے نفس پر مکمل کنٹرول کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیے اور اس کی کیفیت کو حاصل کرنے کے لیے صدق دل سے اللہ تعالیٰ سے رجوع کر کے اُس سے مدد مانگنی چاہیے کیوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہو گی تو پھر کیفیتِ وحدت حاصل ہو گی۔ اپنے دل کو ہر قسم کے خطرے اور اندیشے سے پاک رکھ کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنے دل میں بسا کر توجہ اور یکسوئی کے ساتھ عبادتِ الٰہی کی جائے تو تب ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیفیتِ وحدت حاصل تھی علاوہ ازیں آپ صاحبِ استغراق اور فانی الصفت بزرگ تھے اور عشق کے اُس مقام پر پہنچ چکے تھے کہ جس

میں بندے کو مرتبۂ فنا حاصل ہو جاتا ہے آپ پر اکثر اس طرح کی کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی اور اس حالت کے غلبہ کی وجہ سے آپ خود کو بھول کر اپنے حال میں مست و مگن ہو جاتے تھے نا سمجھ لوگ آپ کو دیوانہ خیال کرتے اور تنگ کرتے مگر آپ ان تمام دنیاوی معاملات و تکالیف سے بے پرواہ تھے۔ غلبۂ حال کی اسی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے صاحب تصرف تحریر فرماتے ہیں کہ:

> ”جب کسی کو مرتبۂ فنا حاصل ہو جاتا ہے تو وہ خود کو بھول جاتا ہے اور لوگ اسے دیوانہ اور بے ہوش و بے خبر خیال کرنے لگتے ہیں اس لیے کہ تن پوشی اور حظِ نفس حاصل کرنے کا مادہ اس میں سے زائل ہو جاتا ہے مخلوق اس کی محبت کی روادار رہتی ہے نہ اس کو مخلوق باری تعالیٰ سے مل کر راحت پہنچتی ہے۔ وہ اپنی ساری عقل کو چونکہ مکمل طور پر یادِ الٰہی میں متوجہ رکھتا ہے اس لیے خلق کی محبت اور نفس کی محافظت کی اس کو قطعی طور پر پرواہ اور توجہ نہیں رہتی۔ یہ حال دیکھ کر اس کو لوگ دیوانہ کہتے ہیں۔ اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس طرح کے مجاذیب و دیوانے بہت ہوئے ہیں ان میں سے ایک حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام اور دوسرے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اسی طرح بہت سے اور لوگ بھی ہوئے ہیں“۔

* * *

تین چیزیں

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جس قدر اموال روایات میں ملتے ہیں وہ ہم سب کی زندگیوں کو سنوارنے کیلئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی ساری زندگی نہایت سادگی وقناعت سے بسر کی نہ کبھی کھانے پینے کی چیز کا طمع کیا نہ کبھی اچھے لباس کی خواہش کی اور نہ ہی دولتمندوں کی صحبت میں کبھی بیٹھے چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

> ''جو شخص اچھے کھانے کھانے، اچھا لباس پہننے اور دولتمندوں کی صحبت میں بیٹھنے کی خواہش رکھتا ہے اس سے جہنم رگِ گردن سے بھی قریب ہے''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حیاتِ مبارکہ کا مطالعہ کرنے سے بخوبی طور پر اس بات کا علم ہو جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے معمولی سے کھانے پر ہمیشہ اکتفا کیا اور سادہ سے کھانے سے اپنی بھوک دور کی جو مل جاتا اُس پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے اور اُس کھانے کو ہی بہت کچھ سمجھتے یہی حالت لباس کے معاملے میں بھی تھی کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا لباس پیوند لگا ہوتا اور نہایت معمولی وسادہ ہوتا تھا۔ عام لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے گریز کرتے تھے تو دولتمندوں کی صحبت میں بیٹھنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کبھی اس بات کی خواہش نہیں کی کہ دولت مندوں کی صحبت میں بیٹھیں یا ان کے ساتھ کوئی تعلقات رکھیں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جس کام کو خود ناپسند فرماتے تھے دوسروں کو بھی اس سے بچنے کی تلقین کرتے تھے۔

بہترین دُعا

اللہ تعالیٰ اُس بندے کو بہت پسند فرماتا ہے کہ جو اُس کے حضور عاجزی و انکساری سے دعا مانگتا ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے ایسے مقبول بندوں میں شمار ہوتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اُس کو قبولیت کا شرف بخشا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لوگوں سے دور بھاگنے اور ترک دنیا کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات تھے اگر یہ بات عام پھیل جاتی تو لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رات دن تنگ کرتے اور ہر کوئی اپنے لیے دعا مانگنے کی فرمائش کرتا۔ ظاہر ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت میں اس سے خلل واقع ہوتا جو کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گوارا نہ تھا۔ چنانچہ جہاں کہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت ہو جاتی وہاں سے کسی اور مقام کی طرف چلے جاتے اور لوگوں سے الگ تھلگ عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

> ”جو کوئی ہر فرض نماز کے بعد یہ دُعا پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُسے جنت عطا فرمائے گا اگر نہ گیا تو وہ قیامت کے دن میرا دامن پکڑ لے“:

دُعائیہ کلمات یہ ہیں:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

یامن لا یطهره طاعتی و لا تضره معصیتی نهب لی ما لا
یطهرک واغفرلی ما لا یضرک یا ارحم الراحمن.

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کے یہ کلمات بہترین دعائیہ کلمات ہیں

اس لیے کہ اس دعا کے ساتھ بسم اللہ شریف بھی ہے جب کہ بسم اللہ شریف کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ:

> ''ایسی کوئی دعا نہیں ہوتی جس کے آغاز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہو۔ پھر فرمایا بلاشبہ قیامت کے دن میری اُمت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتی ہوئی آگے بڑھے گی اور اس کی نیکیاں میزان میں وزنی ہو جائیں گی۔ اس وقت دوسری اُمتیں کہیں گی کہ اُمتِ محمدی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی میزان میں کس قدر وزنی اعمال ہیں۔ ان کے جواب میں انبیاء کرام (سلام اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین) کہیں گے کہ اُمتِ محمدیہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے کلام کا آغاز اللہ تعالےٰ کے تین ایسے ناموں سے ہے کہ اگر اُن کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور تمام مخلوق کی برائیاں (یعنی گناہ) دوسرے پلڑے میں رکھ دیے جائیں پھر بھی نیکیاں ہی بھاری ہوں گی''۔

ایک اور حدیث پاک جو کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

> ''جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوئی تو بادل اور مشرق کی طرف بھاگتی ہوئی ہوائیں ٹھہر گئیں، سمندروں میں ٹھہراؤ واقع ہوا جانوروں نے سننے کے لیے کان کھڑے کر لیے اور آسمان سے شیطان پر انگاروں کی مار پڑی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے عزت وجلال کی قسم کھائی کہ جس بیمار پر اس کا نام لیا جائے گا اس کو وہ ضرور شفا عطا کرے گا اور جس شے پر اس کو پڑھا جائے گا اس میں برکت پیدا فرما دے گا اور جو کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا وہ بہشت میں داخل کیا جائے گا''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دعائیہ کلمات میں یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ بھی بیان ہوا ہے۔ احادیث مبارکہ میں اس کی بھی بہت فضیلت آئی ہے۔ چنانچہ مستدرک حاکم بھی حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

> ''جو کوئی (سچے دل سے) یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے لیے ایک فرشتہ مقرر ہے۔ پس جو شخص یہ کلمہ (یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ) تین مرتبہ (اے سب رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے) کہتا ہے تو فرشتہ اس سے کہتا ہے کہ (اللہ تعالیٰ) تیری طرف متوجہ ہے تو تُو جو چاہے مانگ لے''۔

حاکم نے اس ضمن میں ایک اور حدیث پاک بیان کی ہے کہ جو کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہہ رہا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے ارشاد فرمایا کہ:

> ''تو سوال کر لے اللہ تعالیٰ نے تیری طرف نگاہ (کرم) فرمائی ہے''۔

علماء کرام نے اسم اعظم کی تحقیق کے ضمن میں یہ بات بیان کی ہے کہ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اسم اعظم اور اسم اعظم کے وسیلہ سے مانگی ہوئی دُعا بہت جلد بارگاہِ الٰہی میں قبولیت کی سند حاصل کرتی ہے اس بارے میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے اس میں انہوں نے ارحم الراحمین کو اسم اعظم میں شمار کیا ہے۔

اسی طرح اسم اعظم کی بابت بیان کرتے ہوئے حافظ ابن عبدالبر مالکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''الاستعیاب'' میں یہ واقعہ تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طائف جانے کی غرض سے مکہ مکرمہ سے ایک خچر کرائے پر کرایا، خچر والا ڈاکو تھا اور ڈکیتی و رہزنی اس کا پیشہ تھا وہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ویران جنگل کی طرف لے گیا وہاں پر بہت سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ وہاں پہنچ کر وہ ڈاکو آپ کی طرف بڑھا تا کہ آپ کو بھی قتل کرے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ مجھے دو رکعت نفل نماز پڑھ لینے دو۔ ڈاکو نے کہا، یہ جن لاشوں کو تم دیکھ رہے ہو یہ سب بھی نمازیں ہی پڑھنے والے تھے (لیکن) ان میں سے کوئی ایک بھی میرے ہاتھ سے نہیں بچ سکا۔ آپ نے نماز ادا فرمائی پھر

تین مرتبہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا اچانک غیب سے ایک سوار نمودار ہوا اور اس نے اس ڈاکو کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

اسی واقعہ کو علامہ سُہیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''تاریخ خمیس'' میں اپنی سند کے ساتھ اس طرح سے بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ واقعہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں پیش آیا کہ آپ نے طائف سے مدینہ منورہ تک جانے کے لیے ایک خچر کرایہ پر لیا اُس خچر والے نے یہ شرط رکھی کہ راستے میں مجھے جہاں پر بھی کوئی کام ہوگا میں وہاں پر ٹھہرتا ہوا چلوں گا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی اس شرط کو مان لیا چنانچہ خچر والا آپ کو لے کر چل پڑا، ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ وہ راستے سے ہٹ کر دوسری طرف کو چل دیا اور ایک ویران جگہ پر پہنچ کر اس نے خچر کھڑا کر دیا اور آپ سے کہنے لگا کہ یہاں پر اُترو۔ آپ اُترے تو دیکھا کہ وہاں پر بہت سی لاشیں پڑی ہوئی ہیں جن کو اس ظالم خچر والے بدو نے دھوکہ دہی سے قتل کر دیا ہوا تھا۔ وہ ظالم حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی قتل کرنے کی غرض سے آگے بڑھا تو آپ نے اُس کی نیت بھانپ لی اور اس سے فرمایا کہ مجھے اس قدر مہلت دے دو کہ میں دو رکعت نفل نماز پڑھ لوں۔ ظالم بدو نے تمسخرانہ انداز میں کہا، اچھا تم بھی پڑھ لو مگر فائدہ کچھ نہ ہوگا یہ جو سب لوگ یہاں پر مرے پڑے ہیں ان سب نے بھی اسی طرح نمازیں پڑھی تھیں لیکن میرے ہاتھ سے کوئی بھی اپنے آپ کو نہ بچا سکا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، خیر! جیسے بھی ہو میں نماز ضرور ادا کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے نماز پڑھنا شروع کر دی۔ جب آپ سجدہ ریز ہوئے تو وہ بھی ظالم خچر والا آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آگے بڑھا آپ نے سجدہ کی حالت میں بلند آواز سے کہا:

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

جیسے ہی یہ اسم اعظم آپ کی زبان مبارک سے نکلا عین اُسی وقت کہیں دُور سے ایک غیبی آواز آئی کہ خبردار! ان کو قتل نہ کرنا، اسی غیبی اور اچانک آنے والی آواز کو سن کر وہ بدو

یک دم ہیبت زدہ ہو گیا اور خوفزدہ حالت میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا مگر جب اُسے کوئی بھی دکھائی نہ دیا تو وہ پھر اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے آگے بڑھا تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر کہا:

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اس کے ساتھ ہی فوری طور پر ایک آواز پھر آئی کہ خبردار! ان کو قتل نہ کرنا۔ اس آواز کو سُنتے ہی وہ بدو خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا لیکن اسے کچھ بھی دکھائی نہ دیا چنانچہ وہ بدو پھر آپ کی طرف قتل کے ارادے سے بڑھا آپ نے تیسری مرتبہ پھر یہ کہا:

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

آپ کا تیسری مرتبہ یہ اسم اعظم کہنا تھا کہ اچانک دُور سے ایک سوار نیزہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے دکھائی دیا اس نیزے کا سرا برق کی مانند چمکتا تھا۔ سوار نے آتے ہی بدو پر وار کیا اور نیزہ اس کے سینے میں گھونپ دیا۔ بدو کو ایک ہی وار مہلک ثابت ہوا اور وہ اُسی وقت زمین گر کر مر گیا۔ اس کے بعد سوار حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا، اے بزرگوار! آپ نے جب پہلی مرتبہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تھا تو میں اُس وقت ساتویں آسمان پر تھا اور جب آپ نے دوسری مرتبہ کہا تھا تو میں چھٹے آسمان سے گزر کر آسمانِ دنیا تک پہنچ چکا تھا پھر جب آپ نے تیسری مرتبہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تو میں آپ کے دشمن تک پہنچ گیا اور اسے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ بلا شبہ ارحم الراحمین نے آپ کی جان بچائی اور آپ پر اپنا خصوصی فضل و کرم نازل فرمایا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات تھے آپ کی بنائی ہوئی مقبول دُعا ہر مشکل اور مصیبت سے نجات کے لیے ایک بہترین وسیلہ ہے ان دعائیہ کلمات کی برکت سے پروردگارِ عالم ہر مشکل آسان فرما دیتا ہے اور ہر پریشانی کو دُور فرما دیتا ہے۔

وصال مبارک

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال مبارک کے بارے میں مختلف کتب میں مختلف روایات بیان کی گئی ہیں۔ ذیل میں مستند کتابوں کے حوالے سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کے بارے میں درج روایات کا بیان اختصار اور جامعیت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

۱: مسلم شریف کی شرح میں ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت جنگِ صفین میں ہوئی۔

۲: کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ اور تذکرۃ الاولیاء میں حضرت فریدالدین عطار رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حمایت میں آپ کے پاس آئے اور جنگ صفین میں شریک ہوکر لڑے اور شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔

جنگ صفین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین ۳۷ھ میں ہوئی تھی جس میں دونوں اطراف سے مسلمانوں کا شدید جانی نقصان ہوا۔ تاریخ کے صفحات میں رقم ہے کہ پورا ایک ہفتہ تک زبردست لڑائی ہوتی رہی مگر مسلمانوں کے دونوں گروہوں کے مابین فتح و شکست کا فیصلہ نہ ہو سکا آخر کار ۸ صفر ۳۷ھ کو جمعرات کے دن دونوں اطراف کی فوجیں آخری اور فیصلہ کن لڑائی کے لیے تیار ہوگئیں بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب دونوں نے فیصلہ کن جنگ کی تیاریوں میں گزار دی۔ جمعرات کے دن نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فوج

کے ساتھ شامیوں پر حملہ کیا اس حملہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کے قلب میں تھے جہاں پر کوفہ و بصرہ کے شرفاء اور اہلِ مدینہ جن میں اکثر انصار اور کم تر بنو خزاعہ اور بنو کنانہ تھے شامل تھے۔ میمنہ کی کمان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقاء خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی ہوئی تھی جب کہ میسرہ کی کمان حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد تھی۔ اس کے علاوہ ہر ایک قبیلہ کے لیے جگہ اور مقام مقرر کر دیا گیا تھا۔ ہر ایک قبیلہ کا اپنا اپنا جھنڈا اور اپنا اپنا افسر تھا۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رجز پڑھنے والوں کی افسری پر مامور کیے گئے تھے۔

دوسری طرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے خیمہ میں بیٹھ کر لوگوں سے موت پر بیعت لی تھی۔ ان کے لشکر میں حبیب بن مسلمہ میسرہ کے اور حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میمنہ کے افسر تھے۔ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کا میمنہ آگے بڑھا حضرت عبداللہ بن بدیل خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فوج کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے میسرہ یعنی حبیب بن مسلمہ پر حملہ کیا۔ یہ حملہ اگرچہ نہایت شدید اور نقصان دہ تھا مگر اس کا نتیجہ شامی فوج کے لیے اچھا نکلا۔ حبیب بن مسلمہ کی رکابی فوج کو حضرت عبداللہ بن بدیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پسپا کرتے ہوئے اُس مقام تک لے گئے جہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر موت کے لیے بیعت کی گئی تھی۔ اپنے میمنہ کی اس نازک حالت کو دیکھ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کو جوان کے گرد جمع تھے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے ایسی جوانمردی اور ثابت قدمی سے حملہ کیا کہ حضرت عبداللہ بن بدیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ صرف اڑھائی سو لشکری رہ گئے باقی تمام عراقیوں نے راہ فرار اختیار کی اور اس مقام پر پہنچے جہاں پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے تھے۔

اپنے میمنہ کی اس ہزیمت و پسپائی کو دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل مدینہ کا افسر بنا کر حضرت عبداللہ بن بد

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حفاظت اور اعداد کے لیے روانہ کیا مگر شامیوں نے حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن تک پہنچنے ہی نہ دیا اور تھوڑی دیر کے بعد حضرت عبداللہ بن بدیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے جانثار ساتھی شامیوں کے ہاتھوں مارے گئے میمنہ کی اس شکست کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی دیکھ ہی رہے تھے کہ دوسری طرف ان کے میسرہ کو بھی شامیوں کے مقابلے پر شکست ہوئی۔ میسرہ میں صرف ایک قبیلہ ربیعہ جرأت و ثابت قدمی کے ساتھ اپنی جگہ پر موجود رہا باقی تمام فوجی دستے راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہوئے۔ اپنے میسرہ کو فرار ہوتے ہوئے دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تینوں صاحبزادوں حضرت حسن، حضرت امام حسین اور حضرت محمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو اُس طرف روانہ کیا کہ کہیں قبیلہ ربیعہ کے بھی پاؤں نہ اُکھڑ جائیں۔ اس کے ساتھ ہی اشتر کو حکم دیا کہ میمنہ سے راہِ فرار اختیار کرنے والوں سے جا کر یہ کہو کہ تم اس موت سے کہاں بھاگے جاتے ہو جس کو تم زندگی کے ذریعہ مجبور نہ کرسکو گے۔ چنانچہ، اشتر نے حکم کے مطابق گھوڑا دوڑایا اور میمنہ کے فرار ہوتے ہوئے لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ پیغام سُنایا اور بلند آواز سے غیرت دلانے والے جُملے کہہ کر اُن کو روکا اور اپنے ساتھ لے کر شامیوں کے مقابلے پر تیار کیا۔ اُدھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میسرہ کی حالت کو سنبھالا دینے کے لیے خود آگے بڑھے۔

قبیلہ ربیعہ کے لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود ہمارے ساتھ شامل ہو کر لڑ رہے ہیں تو اُن کی ہمتوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بذاتِ خود لڑتے ہوئے دیکھ کر حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام احمر ان پر حملہ آور ہوا مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام کیسان نے آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ کیا دونوں کے مابین خوب تلوار بازی ہوئی جس کے نتیجہ میں کیسان احمر کے ہاتھوں مارا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیسان کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا تو احمر پر حملہ کرنے کے لیے اس پر جھپٹے اور جوشِ غضب میں اس کو اُٹھا کر اس زور سے زمین پر دے مارا کہ اس

کے دونوں ہاتھ بیکار ہو گئے۔ شامی فوج کے سپاہیوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لڑائی میں مصروف دیکھا تو اُن پر حملہ کیا لیکن اہلِ ربیعہ نے اُن کے حملہ کو روکا اور انہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچنے نہ دیا۔ ادھر اُشتر نے بھی میمنہ کو درست کر کے لڑائی کا رُخ بدل کر اپنے حق میں کر لیا۔ طرفین کے مابین خوب جم کر لڑائی ہوئی عصر کے وقت تک برابر شدید لڑائی ہوتی رہی۔ عصر کے وقت تک مالک اشتر نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے میسرہ کو پسپائی پر مجبور کر دیا مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رکابی فوج نے جو مرنے پر بیعت کر چکی تھی اپنے میسرہ کو سہارا دیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے میمنہ کو پسپا کرتے ہوئے دُور تک پیچھے ہٹا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت عبداللہ بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہیوں میں سے تھے رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔ مخالف لشکر کی جانب سے عقبہ بن حدیبہ فہری نے بڑھ کر مقابلہ کیا۔ عقبہ اس لڑائی میں کام آئے ان کے مارے جانے کے بعد شامیوں کی طرف سے شدید حملہ ہوا اور اہل عراق کو بہت زیادہ نقصان برداشت کرنا پڑا مگر وہ اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی میسرہ کی طرف سے میمنہ والوں کی ہمت بندھانے اور اُن کو لڑائی پر اُبھارنے کے لیے خود تشریف لائے یہاں خوب ثابت قدمی سے طرفین کے مابین جنگ ہو رہی تھی۔ دوسری طرف سے حضرت ذوالعلاع حمیری اور حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے میسرہ پر اس شدت سے حملہ کیا کہ قبیلہ ربیعہ کا حکم بھی اپنی جگہ پر قائم نہ رہ سکا اور لاشوں کے انبار لگ گئے۔ میسرہ کی اس تباہی کو دیکھ کر عبدالقیس نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے اہل ربیعہ کو سنبھالا اور شامیوں کے حملے کو روکا۔ اس بر وقت امداد سے میسرہ کی حالت پھر سنبھل گئی اس زبردست لڑائی میں حضرت ذوالکلاع حمیری اور حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں مارے گئے۔ صبح سے شام تک میمنہ و میسرہ لڑتے رہے لیکن دونوں لشکروں

کے قلب ابھی تک اس لڑائی سے الگ تھے۔ آخر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہو اور اس کو مال و اولاد کی طرف واپس جانے کی خواہش نہ ہو وہ میرے ساتھ آ جائے۔ وہ یہ کہتے ہوئے چلے اور اُن کے ساتھ بہت سے لوگ مارنے اور مرنے کا عزم لے کر ان کے ساتھ ہو لیے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فدائی ساتھیوں کو ہمراہ لے کر آگے بڑھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمبردار حضرت ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی علم لیے ہوئے ساتھ تھے۔ یہ تمام فدائین لشکرِ شام کے قلب پر حملہ آور ہوئے۔ دن ختم ہو کر رات کا آغاز ہو چکا تھا۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حملہ نہایت شدید تھا جس کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی مشکل سے روکا اس زبردست لڑائی میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کام آئے۔ اِس بات کی خبر جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو انہیں بہت صدمہ ہوا اس کے بعد ہر طرف جنگ کا میدان گرم ہو گیا لشکر کے تمام حصے جنگ میں مصروف ہو گئے ساری رات لڑائی ہوتی رہی یہ رات جمعہ کی شب تھی جو کہ لیلۃ الہریر کے نام سے مشہور ہے۔

اُسی رات میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

۳: کتاب "تحفۃ الاخیار" میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حوالہ سے درج ہے کہ فرماتے ہیں:

> "امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں جب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس کوفہ اور اطراف و جوانب کے لشکر آ کر اکٹھے ہو رہے ہیں۔ ایک دن حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس آج بیس لشکر جمع ہو گئے ہیں اور ہر لشکر میں ایک ایک ہزار افراد ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اس بات سے مجھے حیرت ہوئی۔ میرے اندیشے کو حضرت علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے اپنی باطنی نگاہوں سے بھانپ لیا اور فوری طور پر حکم دیا کہ اس جنگل میں دو نیزے گاڑھ دیئے جائیں اور جو شخص ہمارے لشکر میں شامل ہونا چاہے وہ ان نیزوں کے درمیان میں سے گزرے (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا) اور پھر تمام لشکروں کی گنتی کی گئی۔ مغرب کے وقت تک صرف ایک آدمی کم رہ گیا تھا اس پر کسی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ یا امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! صرف ایک شخص کی کمی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، جو شخص اب آئے گا وہ مرد کامل ہوگا اور اس کے آنے سے تعداد پوری ہو جائے گی۔ کچھ ہی دیر کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ ایک عمر رسیدہ شخص پیدل چلتا ہوا آ رہا ہے اس کے گلے میں پانی کا مشکیزہ لٹکا ہوا ہے اور زادِ راہ کمر سے باندھ رکھا ہے یہ کمزور اور معمر شخص گرد آلود چہرہ لیے آ رہا تھا۔ کچھ لوگ آگے بڑھے اور اس شخصیت کو بڑی عزت سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے آئے۔ آنے والے نے سلام کیا اور اپنا نام اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بتایا اور فرمایا، یا امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اپنا دستِ اطہر آگے بڑھائیے تاکہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ حق پر بیعت کروں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں اس جنگ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ دینے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی جان نچھاور کرنے کی غرض سے بیعت کرنا چاہتا ہوں اس لیے کہ جب لازمی طور پر ایک روز مرجانا ہے تو پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہی اپنی جان کیوں نہ قربان کردوں"۔

۴: حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شواہد النبوۃ میں میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آذر بانیجان میں غزاء میں تشریف لے گئے۔ وہیں پر آپ رضی اللہ تعالیٰ کا وصال ہوگیا۔ لوگوں نے آپ کی قبر کھودنا چاہی وہاں پر ایک پتھر کی چٹان ملی جہاں پر ان کی قبر ولحد پہلے سے تیار موجود

تھی پھر جب کفن کا ارادہ کیا گیا تو وہاں پر ایسے کپڑے ملے جو انسان کے بنے ہوئے نہیں تھے۔ ان کپڑوں سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کفن تیار کیا گیا اور کفنا کر اس لحد میں دفن کر دیا گیا۔

۵: کتاب ''خزینۃ الاصفیاء'' میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک کے ضمن میں تحریر ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر کے آخری ایام میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ چند دن آپ کی خدمت میں رہے پھر جب جنگِ صفین ہوئی تو اس میں شرکت فرمائی اور شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے قبر تیار کرنا چاہی مگر قبر کی جگہ ایک سخت پتھر سامنے آ گیا جس کو کاٹنا مشکل تھا لیکن اچانک غیب سے پتھر میں شگاف ہو گیا اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے قبر تیار ہو گئی۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کفن کے لیے کپڑے کی تلاش ہوئی تو آپ کے تھیلے کی تلاشی لی گئی۔ اس میں کفن کا کپڑا موجود تھا لیکن اس کپڑے کو کسی انسانی ہاتھ نے نہیں بنایا تھا۔ چنانچہ اسی کفن میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دفن کر دیا گیا۔

۶: حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت کے آخری ایام میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاد میں شریک ہونے کے لیے آذربائیجان کے محاذ پر تشریف لے گئے۔ ان دنوں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ اسہال کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ اس مرض کی شدت کے باعث راستے میں انتقال ہو گیا۔ احباب نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کفن کی تلاش کی تو آپ کے تھیلے سے دو کپڑے ملے۔ یہ کپڑے دنیا کے کپڑوں سے مختلف تھے اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ انسانی ہاتھ سے نہیں بنے گئے۔ اسی اثناء میں مجاہدین اسلام کو تھوڑے فاصلے پر ایک قبر پہلے سے کھدی ہوئی تیار دکھائی دی جس کے پاس ہی صاف وشفاف پانی اور خوشبو پڑی ہوئی

تھی۔ اسی پانی سے مسلمانوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو غسل دیا جو کپڑے آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے تھیلے سے نکلے تھے ان کا کفن تیار کر کے پہنایا گیا خوشبو لگائی اور نمازِ جنازہ پڑھا کر دفن کر دیا اس کے بعد مجاہدینِ اسلام محاذ کی طرف روانہ ہو گئے جب واپسی پر مسلمانوں کا ادھر سے دوبارہ گزر ہوا تو وہاں پر قبر کا کوئی نام و نشان تک موجود نہ تھا۔

۷: کتاب ''مجالس المومنین'' میں تحریر ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک دن دریائے فرات کے کنارے بیٹھے وضو فرما رہے تھے کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے طبل جنگ کی آواز سُنی۔ اس آواز کو سُن کر کسی سے اس کے بارے میں پوچھا اور جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لشکر کے طبل کی آواز ہے۔ جو جنگ کے لیے روانہ ہو رہا ہے تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اتباع سے بڑھ کر میرے نزدیک اور کوئی کام نہیں ہے۔ چنانچہ اس کے بعد تیزی سے چلتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور جنگِ صفین کے دوران لڑتے ہوئے شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔

۸: ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ دریائے فرات کے کنارے بیٹھے وضو فرما رہے تھے تو آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو طبلِ جنگ کی آواز سنائی دی۔ قریب سے گزرنے والوں سے دریافت فرمایا کہ یہ کیسی آواز ہے؟ بتایا گیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مابین کسی معاملہ پر تنازعہ پیدا ہو گیا ہے اور نوبت جنگ تک پہنچ گئی ہے اس لیے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جنگ کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں۔

یہ سُن کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے

لشکر کی طرف چل دیئے اس سے تھوڑی دیر پیشتر جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لشکر کے حاضرین سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا کہ میرے ہاتھ پر کون موت کے لیے بیعت کرتا ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر ننانوے افراد نے بیعت کی۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ابھی ایک مردِ کامل آئے گا اور اس کے آنے سے تعداد پوری ہو جائے گی ابھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ گفتگو فرما ہی رہے تھے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں پر پہنچ گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت خوش ہوئے پھر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ حق پر جان نچھاور کرنے کی بیعت کی۔ اس کے بعد جب جنگ ہوئی تو لڑتے ہوئے شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔

۹: ایک روایت حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک کے بارے میں یہ بھی ملتی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آذر بائیجان کی طرف جہاد کی غرض سے تشریف لے گئے۔ اس سفر جہاد سے واپسی پر راستے میں پیٹ کے مرض کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔

۱۰: کتاب ''شرح الصدور'' میں حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ابنِ عساکر نے حضرت عطا خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر کے دوران اسہال کے عارضہ کی وجہ سے وصال فرما گئے۔ اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسمِ اطہر پر صرف دو کپڑے تھے جو اس دنیا کے کپڑوں سے مختلف تھے یعنی اس دنیا کے کپڑوں میں سے نہ تھے۔

۱۱: حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے ضمن میں ''تذکرۃ الاولیاء'' اور ''مراۃ الاسرار'' میں تحریر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت جنگِ جمل

کے لیے تشریف لے جا رہے تھے کہ اُس وقت حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک پر آ کر بیعت کی۔ اس کے بعد جنگِ صفین ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

۱۲ کتاب ''معدن العدنی'' کے مصنف حضرت ملا علی قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب اور شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوۃ شریف میں ابن عساکر کی ایک روایت بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے جنگِ صفین میں شرکت فرما کر لڑے اور شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔

اس ضمن میں ابن سعد کا کہنا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت محبت تھی۔ جنگ صفین میں آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے شرکت کی۔ اس جنگ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حمائیتیوں میں سے ایک شخص نے پکار کر پوچھا کہ کیا تم کوفہ والوں میں اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے؟ جب جواب ہاں مِلا تو اس نے کہا کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنا ہے کہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعین میں سب سے بہتر ہے۔ پھر اُس شخص نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج میں شامل ہو گیا۔

ابن عساکر کی روایت کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب شہادت ہوئی تو اُس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پاک پر چالیس سے زیادہ زخم تھے۔

* * *

تاریخ وصال

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وصال کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال مبارک تین رجب المرجب ۳۲ھ میں ہوا۔ یہ روایت ''شواہد النبوۃ'' میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی ہے جب کہ کشف المحجوب کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال مبارک ۱۳ رجب المرجب ۳۷ھ میں ہوا۔

امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف ''روضۃ الریاحین'' میں دونوں اقوال کو نقل فرمایا ہے مگر دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ کتاب ''مخبر الواصلین'' کے مصنف نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک کا سال ۳۹ھ بیان کیا ہے۔

''تاریخ آئینۂ تصوف'' میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وصال کے ضمن میں تحریر ہے کہ ۳ رجب ۳۷ھ میں بروز پیر اشراق کے وقت وصال ہوا ایک تحقیق یہ بھی ہے کہ بتاریخ ۳ رجب المرجب ۳۹ھ میں جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ بمقام بصرہ مرتبۂ جبروت میں وصال فرمایا اور حضرت موسیٰ رائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بموجب وصیت آپ کے جسد مبارک کو قرن میں لائے چنانچہ مزار شریف قرن میں ہے۔ (بحوالہ مکتوب نطاب)

* * *

کرامات

پروردگارِ عالم کے مقبول بندوں کی کرامات برحق ہونے کا ثبوت قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ سے ملتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جس طرح کا معجزہ نبی کی ذاتِ اقدس سے ظہور میں آتا ہے ویسی ہی کرامت اللہ کے ولی سے بھی ظہور میں آسکتی ہے اور یہ کرامت اصل میں نبی ہی کا معجزہ ہوتا ہے، کرامت کہتے ہی ایسے خرق عادت کام کو ہیں جو ایسے بندے سے ظاہر ہو جس کا ظاہر اصلاح پر مبنی ہو وہ کسی نبی کی شریعت مطہرہ پر کامل طور پر پابند ہو اس کا عقیدہ درست ہو اور اس کے اعمال صالح ہوں۔ قرآنِ حکیم میں کرامات اولیاء اللہ کے برحق ہونے کے ثبوت میں بہت سی آیات مبارکہ موجود ہیں چنانچہ سورۂ بقرہ میں آتا ہے کہ:

> ”جب بھی حضرت زکریا علیہ السلام ان کے پاس ان کی نماز پڑھنے کی جگہ پر جاتے تو ان کے پاس نیا رزق پاتے، فرمایا، ”اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ کہا، اس اللہ کے پاس سے۔ بے شک اللہ جسے چاہے اُسے بے حساب رزق دے“۔ (پارہ ۳ سورۂ بقرہ)

اس ضمن میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے پاس گرمیوں میں سردیوں کے اور سردیوں کے گرمیوں کے میوے دیکھے جاتے اور حضرت مریم سلام اللہ علیہا نبی نہیں تھیں۔ لہٰذا اس آیت مبارکہ سے کرامت ولی اللہ ثابت ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے مقبول و برگزیدہ بندے ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی کچھ کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ کرامات کی کئی اقسام ہوتی

ہیں یعنی کبھی تو کرامت یہ ہوتی ہے کہ ولی کی دعا قبول ہو جاتی ہے اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ کسی ظاہری سبب کے بغیر دورانِ فاقہ کھانا سامنے آجاتا ہے یا مختصر وقت میں دور کا سفر طے ہو جاتا ہے یا ہاتف اپنے خطاب کے ذریعے بات سنا دیتا ہے اسی طرح کے اور افعال بھی بطور کرامت صدور پذیر ہوتے ہیں جو خلاف عادت ہوتے ہیں۔ ایسے ہی چند واقعات جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلقہ ہیں اُن کا بیان ذیل میں نہایت محبت سے کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ واقعات کے آئینہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شخصیت کے اُس پہلو کو بھی اجاگر کیا گیا ہے جس سے آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شانِ رفعت وبلندی کا پتہ چلتا ہے۔

بکری اور روٹی:

روایات میں آتا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین دن تک کھانے کے لیے کچھ نہ ملا۔ چوتھے دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر نکلے آپ کے پاس کوئی چیز نہ تھی کہ جس سے اپنی بھوک مٹاتے نہ ہی کوئی روپیہ پاس تھا کہ جس سے کوئی کھانے کی چیز خرید لیتے راستے میں ایک دینار زمین پر پڑا ہوا آپ کو ملا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو نہ اٹھایا کیوں کہ دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ دینار کسی کا زمین پر گر گیا ہے اور چونکہ میرا نہیں ہے اس لیے میں اس کو کیوں اُٹھاؤں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دینار کو وہیں چھوڑا اور آگے بڑھ گئے بیابان کی طرف نکل گئے اور چاہا کہ کھانے کے لیے کوئی چیز ملتی نہیں درختوں کے پتوں سے ہی پیٹ بھر لیا جائے ابھی آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسی سوچ میں تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بکری کو دیکھا جو منہ میں ایک روٹی دبائے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دوڑی چلی آرہی ہے وہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سامنے آکر رک گئی۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ یہ بکری غالباً اپنے مالک کی روٹی اٹھا لائی ہے اس کے منہ سے روٹی کھینچنا اچھی بات نہیں کیوں کہ یہ روٹی کسی اور کی

ملکیت ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی اسی سوچ میں تھے کہ بکری نے زبانِ حال سے کہا، اے اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں بھی تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک ہوں۔ یہ روٹی آپ کے لیے لائی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے بھجوائی ہے۔ یہ سُن کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بکری کے منہ سے روٹی پکڑی تو بکری اُسی وقت غائب ہوگئی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بکری کا حاضر ہونا اور آپ سے گفتگو کرنا آپ کی کرامت ہے اور یہ کرامت کی ایک قسم ہے۔ علامہ تاج الدین سُبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں تحریر فرمایا ہے کہ میرے خیال میں اولیاء کرام سے جتنی اقسام کی کرامتیں صادر ہوئی ہیں ان اقسام کی تعداد ایک سو سے بھی زیادہ ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ کرامت کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ بہت سے حیوانات و نباتات اور جمادات نے اولیاء کرام سے گفتگو کی جن کی حکایات بکثرت کتب میں مذکور ہیں۔

پانی پر نماز:

کتاب ''زہرۃ الریاض'' میں حضرت خبیب بن سہل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے تحریر ہے کہ آپ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں کچھ تاجروں کے ہمراہ ایک کشتی میں سوار جا رہا تھا اس کشتی میں طرح طرح کا سامان بھی لدا ہوا تھا۔ اچانک طوفانی بارش شروع ہوگئی اور ہم طوفان میں گھر گئے۔ ہماری کشتی طوفانی لہروں کے رحم و کرم پر بھی پھر رفتہ رفتہ کشتی میں پانی بھر گیا اور کشتی ڈوبنے لگی کشتی میں سوار تمام لوگ اپنی زندگی سے نا اُمید ہوگئے اس کشتی میں ایک معمر شخص جس کی ہیئت دیوانوں جیسی تھی بھی سوار تھا اس نے اونٹ کے بالوں سے بنا ہوا کمبل اپنے اوپر اوڑھا ہوا تھا اچانک وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور سمندر پر یوں چلنا شروع ہوا جیسے کہ زمین پر چل رہا ہو وہ اپنے اردگرد کے حالات سے بے پرواہ ہو کر نماز پڑھنے میں مشغول ہوگیا۔

ہم نے یہ دیکھا تو اس بزرگ سے کہا کہ اے مردِ کامل! ہمارے حق میں دعا

فرمائیے۔ اُس نے ہماری طرف دیکھا اور دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ ہم نے کہا۔ ہمارا حال تو آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرو، پوچھا گیا، اے مردِ کامل! وہ کس طرح؟ فرمایا، دنیا کو ترک کرکے۔ پھر فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ پڑھ کر کشتی سے باہر آجاؤ۔ ہم سب نے فوراً ان کی بات پر عمل کیا پانی ہماری کشتی کے اوپر سے گزر گیا مگر ہم ہر قسم کے خطرے سے محفوظ کھڑے تھے۔ اب وہ بزرگ فرمانے لگے، تم اب دنیا سے آزاد ہو۔ ہم نے پوچھا، اے مردِ کامل! آپ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا ''میرا نام اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔ ہم نے کہا، اس کشتی میں تو مدینہ طیبہ کے فقیروں کا سامان بھی تھا جو مصر کے ایک دولت مند شخص نے بھیجا تھا کیوں کہ آج کل مدینہ طیبہ میں قحط کی صورت حال ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اگر تمہارا سامان تمہیں لوٹا دے تو کیا تم سارا سامان مدینہ طیبہ کے فقیروں میں بانٹ دو گے؟ ہم سب نے اثبات میں جواب دیا اس پر اس مردِ کامل نے پانی کی سطح کے اوپر دو رکعت نفل نماز ادا کی اور دعا فرمائی ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے سامان سے بھری ہوئی کشتی پانی سے باہر کی طرف اُبھری ہم نے آگے بڑھ کر اسے پکڑا اور صحیح وسالم مدینہ طیبہ میں پہنچ گئے۔ پھر وعدہ کے مطابق ہم نے سارا سامان مدینہ طیبہ کے فقراء میں بانٹ دیا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پانی کی سطح پر چلنا اور نماز پڑھنا بھی کرامت کی ایک قسم ہے علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کرامت کی اس قسم میں ولی اللہ کو دریاؤں اور سمندروں پر تصرف حاصل ہوتا ہے اور دریا کا پھٹ جانا، دریا کا خشک ہو جانا یا دریا پر چلنا بہت سے اولیاء کرام سے ان کرامتوں کا ظہور ہوا۔

حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے وقت کے ممتاز اولیاء کرام میں ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ کشتی میں سمندر کا سفر کر رہے تھے جب کشتی سمندر کے درمیان میں پہنچی تو ملاحوں نے حسبِ دستور مسافروں سے کرایہ وصول کرنا شروع کیا جب وہ

کرایہ وصول کرتے کرتے حضرت مالک دینار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچے تو ان سے بھی کرایہ کا تقاضا کیا۔ ان کے پاس کرایہ ادا کرنے کے لیے کوئی رقم نہ تھی اس بات پر ملاحوں نے ان سے جھگڑنا شروع کر دیا۔ گالیاں دیتے ہوئے ان کو اس قدر پیٹا کہ یہ بے ہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش میں آئے تو ملاحوں نے پھر کرائے کا تقاضہ شروع کر دیا اور دھمکی دی کہ اگر تم کرایہ نہ دو گے تو تمہیں اُٹھا کر سمندر میں پھینک دیا جائے گا۔ ملاحوں کی یہ بات سُن کر حضرت مالک دینار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک نگاہ سمندر کی طرف دیکھا ایک دم سمندر کے پانی میں ارتعاش سا پیدا ہوا اور چند ہی لمحوں بعد ہزاروں مچھلیاں اپنے مُنہ میں سونے کے دینار پکڑے ہوئے سطح آب پر آ گئیں حضرت مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر ایک مچھلی کے مُنہ سے سونے کا دینار پکڑ کر ملاحوں کے حوالے کر دیا۔ ملاحوں نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ انتہائی حیران ہوئے اور ان سے معافی کے طلبگار ہوئے۔ وہ حضرت مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں پر گر پڑے انہوں نے خاموشی اختیار کیے رکھی اور اُسی وقت کشتی سے باہر نکلے اور پانی پر چلنا شروع کر دیا اسی دن سے ان کا نام مالک دینار پڑ گیا۔

اسی طرح حضرت محمد بن یوسف بولاقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار بھی اپنے وقت کے مشہور اولیاء کرام میں ہوتا ہے یہ مصر کے رہنے والے تھے اور بڑے صاحب کرامت ولی اللہ تھے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر سمندر کے کنارے کے ساتھ ساتھ چلی جا رہی تھی کہ اسی اثناء میں چند حبشی بحری جہاز پر سوار ہو کر وہاں پر آئے اور اس عورت سے بچہ چھین کر اپنے جہاز میں چلے گئے اور جہاز سمندر کے دوش پر چل پڑا۔ اتفاق سے حضرت محمد بن یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ادھر سے گزر ہوا اُس عورت نے ان کو دیکھا تو وہ ان کے دامن سے چمٹ گئی اور روتے ہوئے کہنے لگی کہ میرا بیٹا حبشی چھین کر لے گئے ہیں۔ حضرت محمد بن یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سمندر کی طرف بڑھے اور فرمایا، اے ہوا تھم جا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوا اُسی وقت رُک گئی اس کے بعد انہوں نے جہاز والوں کو پکار

کر فرمایا کہ اس عورت کا بچہ اس کے حوالے کر دو۔ مگر جہاز والوں نے ان کی بات پر قطعاً دھیان نہ دیا اور چل دیئے یہ دیکھ کر حضرت محمد بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جہاز کو حکم دیا، اے جہاز! رُک جا۔ جہاز اُسی وقت ٹھہر گیا۔ چنانچہ یہ پانی کی سطح پر چلتے ہوئے جہاز تک گئے اور ان سے بچہ لے کر واپس آئے اور بچہ کو اس کی ماں کے سپرد کر دیا۔

باتوں کا اثر:

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم میں یہ بات آئی کہ ایک شخص پچھلے تیس برسوں سے ایک قبر میں بیٹھا ہوا ہے اور کفن کو اپنے اوپر لپیٹا ہوا ہے۔ ہر وقت آہ وزاری میں مشغول رہتا ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس شخص کے پاس گئے اور اس سے کہا، اے انسان! ہر وقت گریہ زاری کر کے تیری آنکھوں میں آنسو بھی خشک ہو گئے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس قبر اور کفن نے تجھے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور یہ دونوں چیزیں تیرے راستے کی دیوار ہیں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس شخص کے ساتھ اس پر اثر انداز میں گفتگو فرمائی کہ اُس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باتوں کا بہت اثر ہوا اُسے یہ احساس ہوا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ درست فرما رہے ہیں چنانچہ اُس نے ایک زبردست چیخ ماری اور اسی قبر میں ٹھنڈا ہو گیا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کرامت، کرامت کی وہ قسم ہے جس کے بارے میں علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں بعض اولیاء کرام سے اس کرامت کا صدور اس طور پر ہوتا ہے کہ ان کی صورت دیکھ کر بعض لوگوں پر اس قدر ہیبت و دبدبہ طاری ہوتا ہے کہ ان کا دم نکل جاتا ہے جیسا کہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہیبت سے ان کی مجلس میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا۔ (حجۃ القدر جلد دوم)

کئی کئی دن عبادت کرنا:

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا زیادہ تر وقت اللہ

تعالیٰ کی عبادت میں بسر کیا کرتے تھے۔ نماز اور ذکرِ الٰہی میں ہر وقت مشغول رہتے۔ تمام رات ذکرِ الٰہی میں گزار دیتے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات رات دن مسلسل عبادت میں مصروف رہتے تھے ساری رات جاگ کر ذکرِ الٰہی میں مست رہتے اکثر یہ ہوتا کہ ایک رات قیام میں گزارتے دوسری رکوع میں اور تیسری سجدہ میں گزارتے۔ اس قدر عبادت گزار تھے کہ دیکھنے والوں کو رشک آتا۔ دن کو بھی اوقات ذکرِ الٰہی میں بسر ہوتے۔ مشہور تابعی حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے کی غرض سے گیا میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی نماز ادا فرما رہے ہیں۔ میں انتظار میں بیٹھ گیا کہ ابھی نماز سے فارغ ہوں گے تو ملاقات ہوگی۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تسبیح و ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو گئے اور ظہر کی نماز تک مسلسل ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد عصر تک ذکرِ الٰہی کرتے رہے پھر نماز عصر کے بعد مغرب تک اسی طرح مشغول رہے۔ میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے مغرب کے بعد کچھ کھانے کے لیے فارغ ہوں مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلسل عشاء کی نماز تک ذکرِ الٰہی کرتے رہے نماز عشا کے بعد پھر صبح تک اسی طرح مصروف رہے حتیٰ کہ اسی طرح تین روز گزر گئے چوتھی شب تھوڑی دیر کے لیے سوئے اور تھوڑا سا کھانا بھی کھایا اس کے بعد بارگاہِ الٰہی میں استغفار کرتے ہوئے فرمانے لگے، اے باری تعالیٰ! میں سونے والی آنکھ اور نہ بھرنے والے پیٹ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال دیکھا تو اپنے دل میں کہا، میرے لیے بس اتنا ہی کافی ہے اور آپ سے بغیر ملاقات کیے لوٹ آیا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بغیر کچھ کھائے پئے کئی کئی دن تک عبادتِ الٰہی میں مشغول رہنا ایک بہت بڑی کرامت ہے کئی دنوں تک کھانے اور پینے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہنے کے باوجود ضعف و کمزوری واقع نہ ہونا اور عبادت میں حلاوت محسوس کرنا یقیناً ایک صاحب کرامت ولی اللہ کا ہی خاصہ ہے۔

ایک سے زائد مزار کی حقیقت:

محققین نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مزار مبارک کے بارے میں کافی تحقیق کی ہے۔ ان کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایک سے زائد مقامات پر مزار مبارک کا پتہ چلا ہے۔

۱: ایک تحقیق یہ ہے کہ یمن کے شہر زبید کے باہر شمالی سمت حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مزار مبارک موجود ہے۔

۲: ایک تحقیق کے مطابق عراق کے شہر بغداد میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مزار مبارک موجود ہے۔

۳: افغانستان کے شہر غزنی میں بھی آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مزار مبارک کے بارے میں پتہ چلا ہے۔

۴: پاکستان کے صوبہ سندھ کے قدیم شہر ٹھٹھہ کے اطراف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مزار مبارک کے موجود ہونے کے بارے میں تحقیق ہوئی ہے۔

۵: آذربائیجان میں بھی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ کے مزار مبارک کے بارے میں پتہ چلا ہے۔

۶: ایک تحقیق کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک صفین میں واقع ہے اس ضمن میں کہا جاتا ہے کہ چونکہ جنگِ صفین میں آپ شہید ہوئے تھے اس لیے وہیں پر آپ کو دفن کیا گیا۔

۷: حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کے بارے میں ایک تحقیق یہ ہے کہ شام کے شہر دمشق میں واقع ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ ایک مقام پر تشریف فرما تھے اس

مقام پر چھ اولیاء کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس وقت عشقِ الٰہی میں مدہوش تھے اور آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر عشق کا غلبہ طاری تھا اس پر جلال کیفیت کی حالت میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نظر ان چھ مردانِ حق پر پڑی اور اسی وقت ان مردانِ حق کی شکلیں، حلیے اور قد و قامت تک بدل گئے۔

پھر یہ ہوا کہ ان چھ مردانِ حق اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان کوئی بھی امتیاز نہ کر سکا کہ اصلی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کون ہیں؟ کیوں یہ چھ مردانِ حق ہو بہو ہر ایک حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشابہ تھا اور جب یہ چھ مردانِ حق حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے رخصت ہو کر گئے تو جس مقام پر جس مردِ حق نے قیام کیا وہاں کے رہنے والوں نے اس مردِ حق کو ہی حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھا اور پھر جس مقام پر جس مردِ حق کا انتقال ہوا تو وہیں پر اس کا مزار مبارک بنا دیا گیا جسے مزار مبارک حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے شہرت ملی۔

اس ضمن میں ''سہیل یمنی'' کے مؤلف کا کہنا ہے کہ اس حکایت کی سند اگرچہ مشائخ سے ثابت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہے یعنی

> ''اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو دنیا میں مستور الحال رکھا اور آپ کی قبر کا نشان گم ہو گیا، اسی طرح سات شہروں میں آپ سے منسوب مزارات کی وجہ اختلاف بھی قابلِ تسلیم ہے''۔

بلاشبہ اس بھید پر قیامت کے دن بھی پردہ ہو گا جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک کی روشنی میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم شکل ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے جلو میں جنت میں داخل ہوں گے تاکہ پروردگارِ عالم کے اس برگزیدہ بندے اور عاشقِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی پہچان نہ سکے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستور الحال تھے اور اللہ تعالیٰ کو گویا

ان کا مستور الحال رہنا ہی پسند ہے۔ اویسی سلسلہ کے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ:

> ''حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متعدد قبروں کا متعدد مقامات پر ہونا اور ہر قبر سے تجلیات کا ظہور اور حصول حاجات کا ہونا آپ ہی کی کرامات اور خرق عادات کا نتیجہ ہے۔ اس نوع کی خرق عادات اور کرامات اکثر اولیائے کاملین سے ظاہر ہوتی رہتی ہیں''۔

امام ابو القاسم قشیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''رسالۂ قشیریہ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ اولیائے کرام سے کرامات کا ظہور جائز ہے کیوں کہ یہ ظہور ایک امر موہوم ہے جو عقل میں حدوث پذیر ہوتا ہے اور جب یہ امر حاصل ہو جائے اور کرامت ظاہر ہو جائے تو اس سے شریعت مطہرہ کے کسی اصول پر زد نہیں پڑتی تو اگر شریعت مطہرہ پر زد بھی نہ پڑے اور اس کی ایجاد و وجود پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کو تسلیم کر لیا جائے تو کیا حرج ہے جب وہ قدرتِ الٰہی میں ہے تو اس کے حصول کے جواز سے کون سی چیز مانع ہو سکتی ہے؟ پھر کرامت کا ظہور اس بات کی صداقت کی بن دلیل ہے کہ جس ولی سے کرامت ظاہر ہوئی ہے وہ اپنے احوال میں صادق ہے جو صادق نہیں ہوتا اس سے ایسی کرامت کا ظہور نہیں ہوتا۔ استدلالی انداز سے اپنے احوال میں صادق ولی اور اس کے خلاف مفتری و مبطل میں فرق ایک امر موہوم ہوتا ہے لہٰذا مفتری میں ایسی خارقِ عادت کا وجود نہیں ہوتا اور ولی صادق الاحوال میں ہوتا ہے یہی کرامت ہے جس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے اس کی کرامت کا خارق عادت اور ناقص طبیعت ہونا ضروری ہے اور اس کا ظہور ولی سے ہونا اس لیے ضروری ہے کہ اس کے ذریعہ سے اس کے حال کی تصدیق ہو سکے۔

ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ فناء فی اللہ اور فناء فی الرسول کی منازل طے کرنے والا فانیوں کا گروہ شب و روز یہی دُعا کرتا رہتا ہے کہ اے اللہ! ہمیں اپنے بندوں اور شہروں میں چھپا لے۔ بلاشبہ اس گروہ کے سرتاج حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ملفوظات میں فرماتے

ہیں کہ ایک دن یمن کا بادشاہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی غرض سے آیا لیکن حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ نے اپنے جھونپڑے کا دروازہ اُس وقت تک بند رکھا جب تک کہ بادشاہ ناکام ہو کر واپس نہیں چلا گیا۔ اپنے سفرنامہ میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک حکایت تحریر فرماتے ہیں کہ:

> ''ایک دن یمن کے بادشاہ کی موجودگی میں امیرِ خراسان نے قرب و جوار کے درویشوں کو بلایا مگر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ بُلایا۔ اس پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پروردگارِ عالم سے دعا کی کہ اے اللہ! جس طرح تُو نے مجھے دنیا میں مخفی رکھا ہے اسی طرح آخرت میں بھی اپنے لطف و کرم سے پوشیدہ رکھنا۔ اس پر پردۂ غیب سے آواز آئی۔ اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیری دُعا قبول ہوئی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ عرض کی، یا اللہ! قیامت کے دن اٹھارہ ہزار عالم کے اجتماع میں جہاں کوئی حجاب نہ ہوگا میں کس طرح مستور رہ سکوں گا؟ آواز آئی، ہم اپنی قدرت سے تیرے ہم شکل سات سو موحد پیدا کر دیں گے جو تجھے چھپا لیں گے''۔

اس ضمن میں حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اپنی تصنیف ''تذکرۃ الاولیاء'' میں رقمطراز ہیں کہ:

> ''حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ستر ہزار ملائکہ کے آگے جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مانند ہوں گے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت میں داخل کیا جائے گا تا کہ مخلوق ان کو شناخت نہ کر سکے سوائے اس شخص کے جس کو اللہ تعالیٰ ان کے دیدار سے مشرف کرنا چاہے۔ اس لیے کہ آپ نے خلوت نشین ہو کر اور مخلوق سے روپوشی اختیار کر کے محض اس لیے عبادت و ریاضت اختیار کی کہ دنیا میں آپ کو برگزیدہ تصور نہ کرے اور اسی مصلحت کے پیشِ نظر قیامت کے دن آپ کی پردہ داری قائم رکھی جائے گی''۔

* * *

ماخذ کتب

صحیح بخاری، صحیح مسلم، مستدرک حاکم، ابو داؤد شریف، مشکوٰۃ شریف، ترمذی شریف، ابن سعد، کشف المحجوب، طبقات کبریٰ، جامع کراماتِ اولیاء، تاریخ خطیب، صفوۃ العفوہ، ابن عساکر، شواہد النبوۃ، اصابہ جلد اول، تذکرۃ الاولیاء، فتوحات مکیہ، مکاشفۃ القلوب، کیمیائے سعادت، تاریخ آئینہ تصوف، سفینۃ الاولیاء، مجالس المومنین، معدن العدنی، خزینۃ الاصفیاء، تاریخ طبری و دیگر کتبِ قدیمہ۔

تمت

درود ان پر سلام ان پر
اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد
انک حمید مجید
اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد
انک حمید مجید

اقوالِ علیؑ
انسائیکلوپیڈیا
یوسف ثانی

سیرت
سیدنا
حضرت بلال
مؤذنِ رسول

جامع سُنّی فضائلِ اعمال
روزہ
نماز
کلمہ
درود شریف
حج
زکوٰۃ

مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور